قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 19 نومبر 2021ء | 13 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 19 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:275

فرمانِ رسول ﷺ

مردوں کے فرائض

حضرت سلمان بن احوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ و نصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔

(ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأۃ فی حق المرأۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

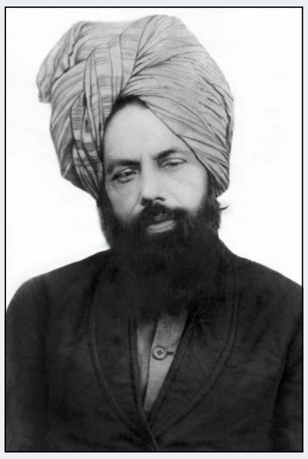

عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہونے والا بزدل ہے

’’اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔قرآن شریف میں لکھا ہے کہ وَعَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے۔ دین کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔بعض ایسے ہیں انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں کے پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی اور دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 44 ایڈیشن 1984ء)

مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل۔ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔سوم۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ چہارم۔اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔ پنجم۔اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 309 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

(سورۃ الفرقان:75)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

جنت کا نظارہ

’’اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلا تا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کر سکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دعا (منظوم)
- حضرت سردار مصباح الدین
- ربط ہے جانِ محمد ﷺ سے مری جاں کو مدام
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ روکوپر سرکٹ، سیرالیون

دربارِ خلافت

’’ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو‘‘ (حدیث نبوی ﷺ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

پھر اس حدیث میں ایک نصیحت (باقیوں کو میں چھوڑتا ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمائی ہے کہ ’’ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو‘‘۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ سودے کو خراب کرنے کے لئے، اپنے دلی بُغض اور کینے کا اظہار کرنے کے لئے سودا بگاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اپنے بہتر وسائل اور ذرائع کی وجہ سے سودا خراب کرنے کی نیت سے کسی چیز کی زیادہ قیمت نہ لگا لو۔ بلکہ اس ارشاد میں بڑی وسعت ہے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مثلاً کسی نے ایک جگہ رشتہ کیا ہے۔ وہ بات چل رہی ہوتی ہے تو اُس پر اور رشتہ لے کر دوسرا فریق پہنچ جاتا ہے۔ ایک تو اگر علم میں ہو تو رشتے پر رشتہ کسی احمدی کو نہیں بھیجنا چاہئے، نہ لڑکی والے کو لے جانا چاہئے، نہ لڑکے والوں کو۔ دوسرے جس لڑکی اور لڑکے کے رشتے کی بات چل رہی ہے اُنہیں بھی اور اُن کے گھر والوں کو بھی پہلے آئے ہوئے رشتے کے بارے میں دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے اور بعد میں آنے والے رشتے کو سوچنا بھی نہیں چاہئے، سوائے اس کے کہ دعاؤں کے بعد پہلے رشتے کی دل میں تسلی نہ ہو۔ پھر بعض دفعہ یہ صورتحال بھی بنتی ہے کہ ایک لڑکی کا رشتہ کسی لڑکے سے آیا ہے اور لڑکے یا اُس لڑکی کے گھر والوں سے کسی تیسرے شخص کو رنجش ہے تو لڑکی کے گھر والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں کہ اُس میں فلاں فلاں نقص ہے اور اس سے بہتر رشتہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں، اس کا انکار کر دو۔ اور وہ بہتر رشتہ کبھی پھر بتایا ہی نہیں جاتا۔ اور یوں حسد، کینے، بغض اور تقویٰ میں کمی کی وجہ سے دو گھروں کو برباد کیا جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ لڑکی والوں اور لڑکی کو بدنام کرنے کے لئے اس طرح کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں اور بیچاری لڑکیوں کو بدنامی کے داغ لگائے جاتے ہیں اور یہ سب حسد کا نتیجہ ہے۔ گویا ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ لڑکیوں پر الزام تراشی کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے رسول کے اس حکم پر عمل کریں کہ اپنے دلوں کو تقویٰ سے پُر کرو۔ ہر معاملے میں تقویٰ کا اظہار اور استعمال کرو اور تقویٰ کا معیار تمہارے لئے وہ اسوہ حسنہ ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (سورۃ الاحزاب: 22) یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں اسوہ حسنہ ہے۔ آپ نے صرف مومن کی یہی تعریف نہیں کی کہ اُس کے شر سے مسلمان محفوظ رہے بلکہ فرمایا مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں۔ اور آپ وہ ہستی تھے جو ہمدردیٔ

بقیہ صفحہ 8 پر

دعا

حضورِ قلب دے مجھ کو، مجھے یوں معتبر کر دے
کھڑا ہوں دھوپ میں، اپنی رضا میرا شجر کر دے

ترے محبوب کی، تیری محبت چاہتا ہوں میں
جو تیری یاد میں نم ہو، مجھے وہ چشمِ تر کر دے

محبت ہے تجھے ان سے جو تیری مالا جپتے ہیں
جو تیرے ذکر سے معمور ہو، دل کو وہ گھر کر دے

میں نعرہ رَبُّنَا اللّٰہ کا لگاؤں استقامت سے
مجھے تقویٰ عطا کر، عشق کو میرا ہنر کر دے

کلامِ پاک سے رغبت ہو، دل میں عشق ہو تیرا
رضا میں تیری سرگرداں رہوں شام وسحر، کر دے

مجھے بیعت کی شرطوں پر عمل کرنے کی دے توفیق
کہ نفسِ مطمئنہ اپنے ثاقب کا ثمر کر دے

نور احمد ثاقب۔ بورکینا فاسو حال سیرالیون

آج کی دعا

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ،سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

(صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ فَضۡلِ التَّسۡبِیۡحِ حدیث:6406)

ترجمہ: پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے تو اے اللہ جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔

یہ بارگاہِ ایزدی میں سید ومولیٰ، پیارے رسول، خیر البشر، مقدس الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی خوبصورت تسبیح وتحمید ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ،سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک دن میں سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ ایک سو مرتبہ کہا، اُس کی سب خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں یعنی بہت زیادہ ہوں۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات باب فضل التسبیح)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں لیکن میزان میں بہت بھاری ہوں گے اور خدائے رحمان کو بہت محبوب ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں: ’’سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ‘‘

(صحیح البخاری۔ کتاب التوحید باب فی قول اللہ تعالیٰ {ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ}، کتاب الداعوات باب فضل التسبیح)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز پکارا جائے گا کہ حَمَّادُوۡنَ کھڑے ہو جائیں۔ تو ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا اور ان کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہونگے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ حَمَّادُوۡنَ کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد 6 صفحہ 62۔ صفوۃ الصلوۃ از عبد الرحمان بی علی بن محمد بن ابوالفرج جلد نمبر1 صفحہ 183)

اللہ کرے کہ اس جماعت میں کوئی ایسا فرد نہ ہو جو ان سے باہر ہو۔

(خطبہ جمعہ 2/ مئی 2003ء، بحوالہ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 19)

مرسلہ: مریم رحمٰن

صفیہ بشیر سامی۔لندن حال کینیڈا

حضرت سردار مصباح الدین صاحب
سابق مبلغ انگلستان

ایک بیٹے کے لئے اپنے باپ کی کامیابی نام اور مقام بہت معنی رکھتے ہیں۔اسی طرح میں سامی صاحب کو دیکھتی تھی کہ وہ اپنے والد صاحب سے کتنے متاثر تھے۔سامی صاحب کے ساتھ جتنی بھی میں نے زندگی گزاری اُن کو اسلام، احمدیت، خلیفہ وقت اور جماعت کے ساتھ گندھا ہوا پایا وہ خود بھی اپنی مثال آپ تھے۔ ہر جگہ دین کی خدمت کی۔ کراچی، پشاور، لندن جہاں بھی رہے زندگی کے آخری سانس تک خلافت کے سایہ تلے جماعتی خدمات کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے الحمد للّٰہ۔ سامی صاحب اپنے والد صاحب کو اپنا آئیڈیل مانتے تھے۔اُس کی چھوٹی سی مثال میں دیتی ہوں کہ سامی صاحب نے امام مسجد لندن محترم عطاء المجیب راشد کے ساتھ ان کے آفس میں بیٹھ کر تقریباً 14 سال کام کیا اور ہمیشہ اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے کہ میں جس دفتر میں بیٹھتا ہوں وہاں میرے سامنے ایک گروپ فوٹو لگا ہوا ہے جو لندن کا ہے۔اس میں خلیفہ ؑوقت کے ساتھ اباجی مرحوم بھی موجود ہیں۔ کہتے تھے جب اُس گروپ فوٹو کو دیکھتا ہوں تو کام کرنے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ دونوں باپ بیٹوں کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی نیکیوں کو قبول فرمائے آمین۔

سامی صاحب مرحوم نے اپنے والد حضرت سردار مصباح الدین مرحوم کی ’’سوانح حیات‘‘ لکھی تھی۔ زندگی نے اُن کو مہلت نہ دی کہ شائع کروا سکتے۔ان کی تحریرات میرے پاس موجود ہیں کچھ حصہ میں نے اپنی کتاب ’’میری پونجی‘‘ میں شامل کیا تھا۔اب کچھ حصہ اور پیش کرتی ہوں۔اللہ تعالیٰ مجھے اور میری ساری نسلوں کو خلافت کی مضبوط ڈور سے باندھے رکھے اور ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

حضرت اباجی سردار مصباح الدین غفر اللّٰہ، اکتوبر 1899ء کو پیدا ہوئے (حوالہ وصیت 12263) اباجی نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے گاؤں میں کوئی مدرسہ نہیں تھا لیکن تعلیم کا بہت شوق تھا، یہی شوق اُنہیں سیالکوٹ شہر لے آیا۔ بچپن سے چونکہ نماز اور عبادت کی عادت تھی سیالکوٹ آکر بھی اُنہیں کسی مسجد کی تلاش ہوئی اور یہی تلاش اُنہیں کبوتروں والی مسجد میں لے آئی۔ جہاں اس مسجد کے امام حضرت مولوی فیض الدین ؓ سیالکوٹی تقویٰ شعار اور مرنجان مرنج بزرگ تھے۔ ان کے آباؤ اجداد بلاد عرب سے تھے۔ حافظ قرآن تھے عربی، فارسی اور حدیث پر بھی عبور رکھتے تھے۔ بہت شفیق انسان تھے۔ حضرت مولوی صاحب کی نظر اس نیک خصلت نووارد نوجوان پر پڑی تو اس کے اخلاص کو دیکھ کر اُس کی دیکھ بھال اور تربیت کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اس طرح اُن کا ہمہ وقت حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں گزرنے لگا۔ جنہوں نے ان کی سعادت مندی اور دینی شغف کو دیکھتے ہوئے اپنا شاگرد رشید بنا لیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسا وسیلہ پیدا کر دیا کہ اُن کی صحبت میں رہ کر جہاں دینی اسباق سیکھنے لگے وہاں اُس کے ساتھ ساتھ روحانی فیض سمیٹنے کا موجب بن گئے کہ اُنہوں نے حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں رہ کر حضرت امام مہدی ؑ کے ظہور کی اطلاع پائی۔ اس طرح حضرت اباجی سردار صاحب سیدنا حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر ایمان لے آئے۔ جب

حضرت سردار مصباح الدین

آپ کو یہ علم ہوا کہ حضرت اقدس امام مہدی ؑ نہ صرف یہ کہ پانچ سال کا عرصہ سیالکوٹ میں تشریف فرما رہے ہیں بلکہ بعد میں بھی متعدد بار تشریف لاتے رہے تو دل پر بے حد اثر ہوا کہ کاش مجھے بھی خبر ہوتی اس شہر میں ہوتا اور حضرت اقدس امام مہدی ؑ کے روئے منور کو دیکھ پاتا۔ یہ حسرت ان کے دل میں ہمیشہ ایک خلش بن کر چبھتی رہی۔

دورِ خلافت اولیٰ اور وُرودِ قادیان

حضرت مولوی فیض الدین سیالکوٹی ؓ نے محترم اباجی کے دینی جذبہ اور شوق کو دیکھتے ہوئے۔ اُنہیں حضرت امام وقت مولانا نور الدین ؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں بھجوانے کا پروگرام بنایا تا کہ وہاں جاکر وہ سلسلہ کے مفید وجود بن سکیں۔ یہ تجویز محترم اباجی کے لئے بہت خوشی اور انبساط کا موجب ہوئی۔ چنانچہ وہ 1910ء کے لگ بھگ قادیان کے لئے روانہ ہو گئے قادیان پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

اُس وقت کے قادیان کے ماحول کے ذکر پر محترم اباجی بتایا کرتے تھے کہ سیدنا اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی چند سال ہی گزرے تھے، جب میں قادیان پہنچا یہاں آکر مجھے ایسے لگا جیسے کھانے کی میز پر دستر خوان بچھا ہوا ہے اور مہمان بھی سبھی موجود اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہیں اور معزز میز بان ایسے لگتا تھا کہ ابھی ابھی اُٹھ کر باہر گئے ہوں اور اُن کی نشست خالی ہے۔ آہ! بانی سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اگرچہ خود موجود نہیں تھے مگر آپ کے صحابہ ؓ کی موجودگی کی وجہ سے ان کی محفل کی رونق اور گہما گہمی میں وہی ولولے، وہی جوش اور جذبے کارفرما نظر آتے تھے۔ اُن کی اپنی تحریر کے مطابق، عمرشعور کو پہنچنے پر ایسا ماحول پایا کہ احیائے دین کے چرچے سے فضا بھری ہوئی تھی۔ انصار دین خدمت دین کے لئے زندگی وقف کیے ہوئے تھے اور والہانہ طور پر اس پر جان و دل لگائے ہوئے تھے۔ اس منظر سے متاثر ہو کر بے اختیار یہی جذبہ اُبھرنے کے ساتھ ہی یہ دعا بھی کان میں پڑ گئی اور اس انداز سے دل میں اتر گئی کہ وفور شوقِ طلب سے ہر آن وردِ زبان ہو گئی۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ

قادیان پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے از راہِ شفقت تدریس وتعلیم کے لئے تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں انتظام فرما دیا۔ اس طرح تعلیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور صحبت صالحین بھی میسر ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور الدین ؓ کی مجالس درس القرآن سے بھی فیض پانے لگے۔ اسکول میں حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کے صاحبزادے میاں عبد الحیٔ کے ہم مکتب ہوئے اور رفتہ رفتہ یہ تعلق گہری دوستی میں بدل گیا۔ اسی ناطے حضرت خلیفہ اوّل ؓ کے گھر آنا جانا روزمرہ کا معمول بن گیا اور حضرت خلیفہ اول ؓ اور حضرت اماں جی ؓ کی شفقت کے اس قدر زیر سایہ آگئے کہ اُنہوں نے اُنہیں اپنے بیٹے کا شرف عطا فرمایا۔ کئی بار اُنہیں ایسی سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضور ؓ جب درس کے لئے مسجد اقصیٰ تشریف لے جاتے تو قرآن پاک اُٹھا کر ساتھ چلتے۔ غرضیکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کی شفقت کی نظر تا حیات رہی جسے آپ کے بعد بھی آپ کی اولاد نے نبھایا اور اس روحانی تعلق کو قائم رکھا۔ عجیب اتفاق تھا جب 1947ء میں ہجرت قادیان کا وقت آیا تو خطرات کے پیش نظر اُنہیں اپنے گھر واقع باویاں سے نکل کر قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے مکان میں ہی منتقل ہونا پڑا جہاں سے پھر انہوں نے پاکستان کے لئے ہجرت فرمائی۔ ربوہ میں بھی حضرت اماں جی ؓ سے جب ملنے جاتے تو وہ اپنے بچے کی طرح شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتی تھیں اور کچھ نقدی بھی ان کے ہاتھ پر رکھ دیتیں۔ حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کی وفات ہوئی اور جنازہ گھر سے اُٹھایا گیا تو اُن کی چار پائی کو اُن کے بیٹوں کے ساتھ اباجی حضرت سردار مصباح الدین بھی کندھا دے کر باہر لائے۔

دورِ خلافت ثانیہ

1914ء میں جب حضرت خلیفۃ اوّل ؓ کی وفات ہوئی تو حضرت سردار صاحب ابھی عہد طالب علمی میں سے گزر رہے تھے اور اسکول کی ہائی کلاس تک پہنچے تھے۔ حضرت اباجی بیان فرماتے ہیں کہ 1915ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے خطبہ جمعہ میں خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس پر اسکول کے کئی ساتھیوں نے تحریک پر لبیک کہنے کی سعادت پائی۔ یوں عہد شعور کی نکلی ہوئی وہ معصومانہ دعا جو ذوق و شوق سے دل سے اُٹھی تھی بارگاہ ایزدی میں قبولیت پا گئی اور کیا ہی خوش نصیبی تھی۔ جلد ہی اس جذبہ کے پورا ہو جانے کی خوشی بھی میسر آ گئی۔ جیسے کام کرنے والی عمر کو پہنچا جماعت کے خادمِ دین کے دستہ میں شامل ہونے کی سعادت بھی پالی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس تحریک میں نام تو کئی دوستوں نے پیش کئے تھے مگر جس دستے کو ضروری تربیت دے کر جلد کام پر لگانا مقصود تھا، وہ کوئی درجن کے قریب تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے وقف زندگی کی اس پہلی تحریک پر فوری لبیک کہنے والے طلباء کا انتخاب فرمایا اور ہماری کلاس بنادی جس میں ہمیں تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی علوم دینے شروع کر دئے۔ دو چار اسباق کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے (خاکسار) سردار مصباح الدین اور مولوی حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو دوسرے طلباء سے مستثنیٰ کر کے فرمایا کہ تم دونوں کو تو میں جلدی ہی کام پر لگانا چاہتا ہوں، چنانچہ ہم دونوں کے لئے کچھ مزید دینی کورس تجویز فرمائے اور اساتذہ مقرر فرمادیے۔ قرآن شریف کے لئے مکرم مولوی رفیع الدین صاحب، بخاری شریف کے لئے حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری، عربی صرف ونحو کے لئے مکرم ارجمند خان

صاحب، بیاض نور الدین مکرم مولوی حکیم غلام محمد صاحب (جانشین طب نور الدین)، میزان الطب حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسملؔ، معلومات عیسائی مذہب مکرم شیخ عبد الخالق صاحب، ڈسپینسنگ مکرم حشمت اللہ خان صاحب (نور ہسپتال)۔

یہ کورس زیادہ وقت کا متقاضی نہ تھا۔ مناسب حد تک جب کورس عبور ہو چکا تو حالات کے تقاضوں سے باہر بھیجنے کے فیصلہ ہونے تک چار سال لگ گئے۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا جبکہ ہم میں سے ایک باہمت سپاہی حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب قرآن کے دلائل علمیہ اور تاثرات روحانیہ کے ہتھیار پہن کر 1922ء کو عازم گولڈ کوسٹ ہو کر فتح افریقہ کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ قادیان سے روانگی بہت سادہ اور خاموش سی تھی۔ قلعی گر مکرم علی گوہر صاحب کے تانگہ پر سوار ہو کر یہ خاکسار سردار مصباح الدین اور مکرم ماسٹر حسن محمد صاحب تاج اپنے مجاہد بھائی کو چھوڑنے کے لئے بٹالہ تک ہمراہ گئے۔ وہاں سے اُنہوں نے تھرڈ کلاس میں بمبئی تک سفر کیا جہاں سے کسی معروف سواری کے جہاز میں نہیں بلکہ چھ سات ہزار ٹن کے کارگو بوٹ (مال بردار جہاز) پر بحری سفر کیا۔ راستہ میں جب جہاز مصر پہنچا تو وہاں شیخ محمود احمد عرفانی صاحب سے جا ملے جو لوائے احمدیت لہرانے کے لیے مصر پہنچ چکے تھے۔ مکرم حکیم فضل الرحمن صاحب 27 جولائی 1922ء کو گولڈ کوسٹ پہنچے جہاں ان دِنوں حضرت عبد الرحیم نیر صاحب کام کر رہے تھے اور وہاں پر ایک مبلغ کی ضرورت تھی۔

حضرت سردار مصباح الدین صاحب کی انگلستان کے لئے روانگی

والد بزرگوار سردار مصباح الدین صاحب کا نام ان کے والدین نے چراغ دین رکھا تھا۔ اس نام کے متعلق مکرم نسیم سیفی صاحب الفضل 7 نومبر 1994ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو جب اُنہیں انگلستان بھجوانا مقصود تھا تو ان کا نام بدل کر مصباح الدین رکھ دیا۔ معنی کے لحاظ سے دونوں کا ایک ہی مطلب بنتا ہے، اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چراغ دین کو مصباح الدین بنا کر ان کے نام میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اسی طرح جب ایک اور شخص آئے جن کا نام رحیم بخش تھا لیکن جب انگلستان بھجوانا مقصود تھا تو انکا نام رحیم بخش سے عبد الرحیم رکھ دیا جو درد کے نام سے مشہور ہوئے اور سلسلہ کی عظیم خدمات کی وجہ سے بہت عزت پائی۔

14 اگست 1922ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکرم سردار مصباح الدین صاحب کو لندن مشن میں کام کرنے کیلئے قادیان سے روانہ فرمایا۔ (’’شیخ‘‘ سردار مصباح الدین صاحب لندن میں تجارتی صیغہ میں کام کرنے کے لئے روانہ ہوگئے، اخبار الفضل قادیان دارالامان۔ 14۔ اگست 1922ء) ان دنوں لندن میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی امام مسجد اور مبلغ انچارج کام کر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا تعیناتی آرڈر لے کر لندن پہنچے اس آرڈر میں مبارک علی صاحب کے لئے جرمنی جانے کا ارشاد شامل تھا۔ پس خدمت دین کے لئے یہ اُن کی پہلی تعیناتی تھی جس کے تحت وہ لندن مشن کے انچارج ہوئے۔

(تاریخ مسجد فضل لندن مرتبہ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل مطبوعہ دسمبر 1927ء بمقام قادیان)

میں انگلستان کے ابتدائی مبلغین کے ناموں کی فہرست میں مکرم سردار صاحب کا نام چھٹے نمبر پر ہے۔ حضرت فتح محمد صاحب سیالؓ اس دوران انگلستان دوبارہ تشریف لائے جس کی شائع شدہ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے۔ 2۔ قاضی عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی۔ 3۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ 4۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے۔

5۔ مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی۔ 6۔ مصباح الدین صاحب۔ 7۔ مولوی عبد الرحیم نیر صاحب۔ 8۔ مولوی محمد دین صاحب بی اے۔ 9۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے۔ 10 ملک غلام فرید صاحب ایم اے۔

لندن میں تبلیغی مساعی

محترم اباجی سردار مصباح الدین صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

مبلغین کرام اس سے پہلے جو اقدام عمل میں لا چکے تھے ان کو ہی آگے بڑھایا گیا۔ متعارف افراد سے مزید رابطہ کے لئے مشن ہاؤس میں ہفتہ وار اجلاس کا سلسلہ جاری تھا۔ اسوقت جماعت کا لٹریچر بھی اسقدر موجود نہ تھا اس لئے یہی اجلاس دعوت پہنچانے کا بہترین ذریعہ تھے۔ دوسری صورت ذاتی طور پر مل کر دعوت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ ہائڈ پارک میں تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا گیا۔ اس کے علاوہ بھی دعوت پہنچانے کے مواقع کے حصول کی طرف دھیان لگا رہتا۔ پس ایسا ہی ایک سنہری موقع میسر آ گیا جبکہ اُردن کے شاہ عبد اللہ پاشا لندن تشریف لائے۔ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر ان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا، تو اُنہوں نے بصد خوشی ملاقات کا وقت دے دیا۔

اس وقت اِس سرزمین میں مشن سے وابستہ ہم صرف پانچ فرد تھے۔۔ مکرم عزیز دین صاحب سیالکوٹ کے تیار کردہ کھیلوں کے سامان کے مینیجر تھے۔ دوسرے حضرت نواب محمد علی صاحبؓ کے صاحبزادے میاں عبد الرحیم خالد صاحب (طالب علم) تیسرے مکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کے صاحبزادے علی محمد عبد اللہ (طالب علم) چوتھے راجہ محمد احمد جنجوعہ (طالب علم) سمیت ہم پانچ پر مشتمل وفد لے کر دعوت سلسلہ پہنچانے کے لئے اردن کے حکمران کے ہاں پہنچے۔ وہ والہانہ انداز سے ملے۔ اُسی وقت عربی میں ایک تقریر تیار کر لی۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کی صداقت کے دلائل بیان تھے۔ میاں عبد الرحیم خالد صاحب چونکہ وفد میں تھے اس لئے خصوصیت سے حضرت اقدسؑ کے نشان کا ذکر کیا جو اُن کے وجود سے متعلق تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! شاہ اُردن نے حضرت اقدسؑ کے ذکر سے روحانی اثر لیا اور اظہار خوشی کیا زبانی گفتگو میں بھی جماعت کے خصوصی کوائف اور اس کے پیغام کی وسعت کا ذکر کیا۔ اس موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اعجاز احمدی اور الاستفتاء موجود تھیں جو اُن کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس تقریب میں ایک عرب حکمران کو دعوت سلسلہ پہنچانے کی توفیق مل گئی۔

کرنل ڈگلس کی دریافت

محترم اباجی سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ، لندن میں ریٹائرڈ سول سروس کی ایک ایسوی ایشن جس کے ممبران کی ملن پارٹی ہوتی رہتی تھی۔ مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ انگلستان بھی سینئر سروس کے ارکان میں سے تھے۔ ایک موقع پر ایسی ہی ملن پارٹی میں مولوی مبارک علی صاحب جس میز پر بیٹھے تھے اُن کی ساتھ کی میز پر دو ریٹائرڈ سول سروس آفیسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی میز مکرم مولوی صاحب کے اتنی قریب تھی کہ ان کی بات چیت بخوبی سماعت میں آرہی تھی۔ ان میں سے ایک نے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرنا شروع کی جس کا تعلق عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف مقدمہ ٔ قتل سے تھا۔ مکرم مولوی صاحب پوری توجہ سے ان کی گفتگو سنتے رہے جس سے وہ اچھی طرح جان گئے کہ یہ واقعہ بیان کرنے والے کون ہو سکتے ہیں۔ خوردونوش کا وقت ختم ہوا تو اُن سے پوچھا کہ کیا آپ کرنل ڈگلس ہیں؟ اُنہوں نے جواباً بتایا کہ ہاں مَیں کرنل ڈگلس ہوں۔ اُس پر مکرم مولوی صاحب نے اپنا تعارف کرایا اور ان کا پتہ حاصل کیا لیکن ان سے رابطہ نہ کر سکے جبکہ ستمبر 1922ء کو لندن مشن کا چارج خاکسار (سردار مصباح الدین) کو دے کر جرمن مشن کا چارج لینے کے لئے تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے نہ صرف یہ قصہ سنا کر گئے بلکہ کرنل ڈگلس کا مکمل ایڈریس بھی دے کر گئے۔ جیسے ہی میں نے لندن مشن کا چارج سنبھالا کرنل ڈگلس سے رابطہ کی کوشش شروع کر دی جس میں بفضل تعالیٰ کامیابی ہوئی اور کرنل ڈگلس نے مشن ہاؤس آنے کی دعوت بھی قبول فرمالی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ کرنل ڈگلس مشن ہاؤس تشریف لائے اور لندن مشن سے متعارف ہوئے۔ ان دنوں ہمارا مشن ہاؤس ایک وِلا ہی تھا۔ ساتھ وسیع زمین تھی اور اس میں پھل دار درختوں کا باغ تھا۔ مشن ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر چائے پی، پھر باغ میں ٹہلنے کو نکلے اور ساتھ ساتھ پرانے واقعات کا جس رنگ میں تذکرہ جاری تھا کہ وہ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ ان کے دل پر ایک خاص اثر تھا۔ جماعت احمدیہ کا برطانیہ پہنچنا اور تبلیغی مشن کا قیام، یہ سارے استعجاب ان کے چہرے سے نمایاں طور پر ان کی کیفیت اور حیرت کا پتہ دے رہے تھے۔ کرنل ڈگلس ٹہلتے ٹہلتے ایک جگہ رک گئے اور میری طرف نظر اُٹھا کر بولے:

O, you people have reached here and have acquired a landed property?

O,it is simply an astonishing and wonderful thing that a person appeared in my court as an accused one, his followers in a short span of time, having crossed over oceans, have reached to convert Great Britain and Europe in Islam?

ترجمہ:۔ اوہ! آپ لوگ یہاں پہنچ گئے! اور عمارت بھی حاصل کر لی! ایک آدمی جو میری عدالت میں ایک ملزم کے طور پر پیش ہوا تھا، اس کے ماننے والے اتنے تھوڑے عرصہ میں سمندروں کو چیرتے ہوئے گریٹ برٹن اور یورپ کو اسلام سے روشناس کروانے یہاں تک آ گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی شبیہ مبارک اپنے تصور میں لاتے ہوئے مجھ سے پھر مخاطب ہوا:۔

Listen moulaawi Sahib, from the first moment I saw his face, it has remained before my eyes At this moment when I am talking about him, I feel that he is as in person before my eyes .

ترجمہ:۔ سنو مولوی صاحب! جب سے میں نے ان کا چہرہ دیکھا ہے اُن کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے اب بھی جب کہ میں آپ سے مخاطب ہوں محسوس ہوتا ہے کہ میں انہیں بنفس نفیس اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

پھر آگے حضرت اباجی سردار صاحب لکھتے ہیں کہ:

’’جب تک مَیں انگلستان رہا اُنہوں نے مشن ہاؤس سے اپنے تعلق کو قائم رکھا۔ اس دوران دوبارہ مشن ہاؤس آئے اور خطاب بھی کیا۔ میرے قادیان چلے جانے کے بعد میرے ساتھ خط وکتابت بھی رکھی۔ اکثر اپنی بیماری روماٹزم کا ذکر لکھتے رہتے اور ہندوستان سے حاذق طبیب سے

دوائی کے لئے بھی لکھتے رہتے۔ ان کا مشن ہاؤس سے تعلق اسقدر پختہ ہوگیا تھا کہ بزرگ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب دردؔ۔حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ بڑے قرابت کے تعلقات ہوگئے۔حضرت مولوی شیر علیؓ صاحب کے ساتھ تو تصویر بھی اتروائی۔غرضیکہ وہ ان بزرگوں کی محبت میں پروئے جا چکے تھے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت ان کے دل میں اُتر چکی تھی اور اچھل کر زبان پر بھی آ چکی تھی۔مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور مکرم عبد الرحیم صاحب درد کا بیان ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے آنحضرت ﷺ کی رسالت اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایمان کا اظہار کردیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہٗ

(حضرت شیخ مبارک احمد صاحب رسالہ المصلح 28 ستمبر 1953ء میں بھی ایک مضمون شائع کر چکے ہیں کہ کرنل ڈگلس حضرت مسیح موعودؑ سے متاثر تھے)

اور اسی طرح حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کے دور میں کرنل ڈگلس متعدد مرتبہ مسجد لندن میں تشریف لائے اور جماعتی اجلاسات میں تفصیلی تقاریر میں حضرت مسیح موعودؑ کا واقعہ بیان فرمایا۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ خالد احمدیت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کے حالاتِ زندگی ''حیات شمس'' میں بیان کیا گیا ہے۔

کرنل ڈگلس کے قبول اسلام کے تذکرہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے ظاہر ہے ان کے اس انجام کو پہنچنے میں سراسر باری تعالیٰ کا تصرف تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی یہ بات اُن کے دل میں اُتر گئی کہ یہ راستباز اور صادق کا چہرہ ہے۔ پھر یہ بھی تصرف الٰہی ہوا جو اُنہیں ایک ایسی مجلس میں لے گیا جہاں حضرت اقدسؑ کے ایک غلام مکرم مولوی مبارک علی صاحب کے قریب بیٹھنے کا موقعہ مل گیا اور عاجز کو یہ توفیق ملی کہ وہ اُنہیں دارالامان پہنچانے کا موجب بن گیا۔ الحمد للہ۔

ڈاکٹر سلیمان صاحب کا احمدیت قبول کرنا

ڈاکٹر سلیمان صاحب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اباجی سردار صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ: ڈاکٹر صاحب کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ کے ایک مسلمان تاجر کے بیٹے تھے۔مشہور لیڈر گاندھی جی کا ان سے ایک گونہ یگانگت کے درجہ کا تعلق تھا۔ گاندھی نے اپنے اس دوست کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو کم سنی میں ہی لندن بھیج دیں تا کہ وہ کسی انگریز گھر میں انگریز بچے کی طرح پرورش پائے۔سوائے نسلاً اور شکلاً ان میں اور کسی انگریز میں کوئی فرق نہ تھا۔تعلیم میں میڈیکل لائن اختیار کی اور ڈاکٹر کہلائے ڈاکٹر صاحب کو اس بات کا شعور حاصل تھا کہ وہ ایک مسلمان گھر کے چشم و چراغ ہیں اس فطری طلب کی تسکین کے لئے وہ کسی مسلمان سے ملنے کا تردد کرلیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ممکن ہے کہ ان کا ووکنگ سے بھی رابطہ ہوا ہو لیکن جب مجھ سے تعلق پیدا ہوا تو اُنہوں نے حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان کی نیک دلی کا اُن پر بہت اثر ہوا۔

یہاں مشن ہاؤس میں ہفتہ وار اجلاس کا طریق رائج تھا۔ ایسے میں سلیمان صاحب بھی ایک روز اجلاس میں آن شامل ہوئے۔ میرا اپنا علم بھی اُس وقت محدود تھا انگریزی زبان پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے بلا تکلف رواں نہ بول سکتا تھا مگر خدائی تصرف تھا اور روح کو روحانیت سے ایک فطری میلان تھا کہ وہ میری سادہ وضع اور سادہ بیانی سے ایسے متاثر ہوئے کہ تقریر کے بعد میرے پاس آئے اور اپنے نام سے متعارف کروایا۔ ان کے انداز سے ان کی نیازمندی اور ارادے ایسے جھلک رہے تھے جیسے ایک شاگرد اپنے استاد محترم سے ملنے پر اظہار کرتا ہے یا جیسے ایک مرید اپنے پیر سے عقیدت اور ارادات سے ملتا ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب مجھے اسی انداز سے ملے اور خواہش ظاہر کی کہ میں انہیں اپنی شاگردی میں لے لوں اور دین اسلام کی عام تعلیم اور جماعت احمدیہ کی خصوصیات سے آگاہی کی تعلیم دوں۔ چنانچہ وفورِ شوق میں یہ ان کا معمول ہوگیا کہ وہ کسی دن میرے پاس مشن ہاؤس ٹھہرتے اور اپنے دل کی تسکین کرتے رہتے۔ وقفہ وقفہ پر آنا ایک عادت بن گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ایسے انداز سے دل میں اتر گئی کہ نہ صرف یہ خود احمدیت میں داخل ہوئے بلکہ ان کی ایک بہن اور بہنوئی بھی جماعت میں داخل ہو گئے اور تینوں نے اکٹھے حج بھی کیا۔ اسی سال چوہدری ابو الہاشم صاحب بنگالی بھی حج پر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان سے ملاقات کا حال بتایا کہ بہن اور بہنوئی کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کا چھوٹا بھائی عمر سلیمان بھی جماعت میں شامل ہوگیا ہے۔

حضرت اباجی سردار صاحب لکھتے ہیں کہ:

''عمر سلیمان لندن تعلیم کے لئے گئے تو اُس نے وہاں پہنچتے ہی مجھے ایک خط لکھا کہ میں یہ خط اس جذبہ سے سرشار ہوکر لکھ رہا ہوں کہ آپ کے ذریعہ ہمارے گھر میں احمدیت کا نور داخل ہوا۔ عمر سلیمان نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور ایک ڈچ عورت سے شادی کر لی اور مشن ہاؤس کے قریب ہی رہائش اختیار کر لی۔ ان کی اہلیہ اس انداز کی دیندار تھیں کہ گویا وہ کسی احمدی گھرانے کی صوم وصلوٰۃ کی پابند بی بی ہوں۔ وہ ربوہ بھی آئیں اور دو ماہ تک محترمہ فرخندہ شاہ اہلیہ محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب کے ہاں قیام کیا۔ ڈاکٹر عمر سلیمان کی وفات ہوئی تو ایک احمدی ڈاکٹر عبد الحمید صاحب کی زوجیت میں آ گئیں۔ ڈاکٹر سلیمان صاحب نے حج ادا کیا اور پھر قادیان بھی آئے۔ قادیان میں میرے علاوہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے نیازمندی تھی جبکہ وہ لندن میں اُن سے فیوض حاصل کرتے رہتے تھے۔ ان کے علاوہ مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ سے بھی ان کی لندن سے ملاقات تھی اور رشتہ محبت قائم تھا۔ ڈاکٹر صاحب جتنے دن بھی قادیان رہے اس سرزمین پر عاشقانہ فدائیت کے ساتھ وقت گزارا۔ یوں بھی ڈاکٹر صاحب فدائیت کا ایک نمونہ تھے اور اس فدائیت میں ہی ساری زندگی گزار دی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ عاجز ایک پورے کنبہ کے جماعت حضرت مسیح موعودؑ میں شامل ہونے کا ذریعہ بن گیا''

1922ء کا تاریخی سال

حضرت اباجی سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''میرے قیام لندن میں سال 1922ء بڑا اہم اور جماعت کے لئے ایک عظیم تاریخی واقعہ کے ظہور کا سال تھا۔ حضرت نیر صاحبؓ اور خاکسار حسب توفیق تگ و دو اور جدوجہد کر رہے تھے کہ اس سال کے موسم خزاں میں ویمبلے کانفرنس ہونے کا ذکر چل نکلا۔ نمائش کے منتظمین نے جہاں جسمانی ضروریات اور دلچسپی کا سامان اس میں مہیا کرنے کے پروگرام کا اہتمام کیا وہاں روحانی ضرورت کا بھی خیال کر کے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بھی رکھا۔ مذہبی مرکز کے طور پر اس وقت ہمارا مشن تعارف میں آ چکا تھا، اس لئے مذہبی پروگرام کے انچارج نے ہم سے بھی رابطہ کیا اور پروگرام میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ جس وقت یہ تجویز ہمارے پاس پہنچی اس وقت مکرم ملک غلام فرید صاحب جرمنی سے لندن آ چکے تھے۔ اسی طرح ان کے بھائی ملک نواب دین صاحب قادیان سے تجارتی صیغہ میں کام کے لئے آ چکے تھے۔ یوں ہم اس وقت دو طالب علم ملا کر سات افراد جماعت تھے۔ مذہبی پروگرام پیش کرنے والوں کی اس تجویز پر ہم نے اپنی بساط پر نظر ڈالی تو یوں لگا کہ تصرف الٰہی کام کر رہی ہے۔ اس وقت حضرت نیر صاحب کے سامنے یہی آیا کہ اسلام کی نمائندگی جیسے اہم موقع کے لئے خود ان سے یا ان کے ساتھیوں سے کہیں بہتر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وجود ہے اس لیے تجویز ہوئی کانفرنس کے منتظمین سے کہا جائے کہ وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو دعوت دیں۔ یہ ہمارے دل کی آواز تھی اس کے بارے میں یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ اپنے رفقاء سے مشورہ ہونا چاہیے۔مشورہ لیا تو بعض کی رائے موافق نہ پائی گئی۔ اس تجویز کے حق میں چونکہ ہم دیوانگی کی حد تک قائم تھے اور ادھر تصرف الٰہی بھی کام کر رہا تھا اس لئے ہمارے رفقاء کی اکثریت ہماری مؤید ہوگئی اس طرح فرزانگی مات کھا گئی۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ بعض اوقات دیوانگی ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیتی ہے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے بالکل ایسا ہی کانفرنس کے موقع پر ظہور میں آیا جس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعوت بھیجنے کی تجویز کا فیصلہ ہوگیا۔ ادھر مرکز نے بھی یہاں سے معلومات حاصل کیں جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی انگلستان آنے کی تفصیلات طے پا گئیں۔

لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ورود مسعود

مورخہ 22۔ اگست 1924ء کو جماعت احمدیہ کے اُولوا العزم خلیفہؓ نرالی شان سے اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لندن تشریف لائے جہاں ان کے استقبال کے لئے حضرت مولوی عبدالرحیم نیر مشنری انچارج، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ خاکسار سردار مصباح الدین، مکرم غلام فرید صاحب اور 300 کے قریب احباب وکٹوریہ اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضورؓ کی آمد سے قبل پبلک اور پریس میں اس کا تذکرہ ہوچکا تھا۔ اس لئے جونہی آپ نے مسیحی شان سے اس ملک میں قدم رکھا تو پریس پہلے ہی منتظر تھی۔ آپؓ کی آمد پریس کی خاص توجہ کا مرکز بنی۔ استقبال میں کئی معزز شخصیات نے حصہ لیا پریس کے مقامی اخبارات کے علاوہ ملک کی روایات کے آئینہ دار اخبار ٹائمز، ڈیلی ٹیلیگراف اور مارننگ پوسٹ نے بھی حضور کی آمد کی وجہ سے وسیع پیمانے پر پورے انگلستان میں عوام کے سامنے ہمارے مشن کا تعارف کروایا اور ان اخبارات کی بدولت دوسرے مغربی ممالک میں بھی حضورؓ کی آمد کی خبر اور جماعت کا تعارف پہنچ گیا۔ خاص طور پر کانفرنس کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پڑھے گئے مضمون کی مقبولیت ہوئی۔ اس موقع کا آنکھوں دیکھا تبصرہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی کتاب تحدیث نعمت میں کیا ہے کہ کیا نظارہ تھا۔ اس کے علاوہ حضورؓ کے قیام کے دوران جن افراد کو ملاقات کا موقع ملا ان پر حضورؓ کی شان، مرتبہ اور مقام کا جو اثر ہوا وہ دیر تک قائم رہا''۔

ویمبلے کانفرنس کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ جو یادگار تصویر اُتاری گئی تھی اس میں حضرت سردار مصباح الدین صاحب، حضور کی دائیں جانب حضرت بھائی عبد الرحمٰنؓ قادیانی اور حضرت حشمت اللہ خان صاحبؓ کے درمیان کھڑے ہیں۔ تاریخ احمدیت جب مرتب کی جارہی تھی تو اس یادگار گروپ کے ممبران کی نام بنام پہچان میں محترم سردار صاحب نے مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخ احمدیت کی مدد فرمائی تھی۔

مسجد فضل لندن کا سنگِ بنیاد

محترم اباجی سردار صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اس موقع پر لندن تشریف لاکر ویمبلے کانفرنس میں شرکت فرمانا اس لحاظ سے بھی بابرکت ثابت ہوا کہ اسی دوران حضورؓ کے مرکز سے آنے اور اپنے ہاتھ سے لندن مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کا تاریخی واقعہ ظہور میں آ گیا۔ اس تقریب سے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ بعض ممالک کے سفراء اور پبلک کے نامور مشاہیر شامل ہوئے اور پریس میں خوب تبصرہ ہؤا۔

”مسجد فضل لندن کے قیام سے جو برکتیں حاصل ہوئیں وہ یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں تعمیر ہونے والی مساجد کا محرک بھی ہوئیں مسجد فضل لندن کی تعمیر سے پہلے ہمارے کام کی صورت ایک پائنیر کی تھی تاہم مسجد کی تعمیر سے مشن کی شہرت سطح زمین سے اُچھل کر فضا میں آ گئی اور دنیا میں پھیل گئی اس طرح ساری دنیا سے ہمارے رابطہ ہو گئے۔ اس مشن کی ترقی موجودہ صورت کی وجہ سے لندن مشن جماعت احمدیہ کے لئے ایک ایسی مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے لئے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تبلیغ کے لئے مرکز بن چکا ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ہجرت کر کے اسی جگہ قیام پذیر ہیں۔ یہ سب مسجد فضل لندن کی برکت ہے جس کیلئے 1924ء میں الٰہی تصرف سے ایک واقعہ رونما ہوا تھا جو جماعت کی آئندہ پیش آنے والی اہم ضروریات کے لئے تھا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قادیان واپسی

محترم اباجی سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

”مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کی بابرکت تقریب، ویمبلے کانفرنس میں تاریخی خطاب اور اپنے قیام کا تبلیغی مشن پورا کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے واپسی کا پروگرام بنالیا اور حضرت مولوی عبد الرحیم نیر صاحبؓ اور (خاکسار سردار مصباح الدین) کو اپنے ساتھ واپس وطن جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس طرح سوا دو سال بطور مبلغ انگلستان خدمت کی سعادت پانے کے بعد حضور کا ہم سفر ہو کر قادیان واپس آ گیا“۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی صاحب ”اپنی کتاب سفر یورپ 1924ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”از مقام پیرس: مورخہ 30 اکتوبر 1924ء بعد روانگی ڈاک“

آج کی اذان مسجد پیرس میں پہلی اذان اور آج کی نماز اس مسجد میں پہلی نماز جو سیدنا محمود موعود نے کہلوائی اور پڑھائی۔ اذان کے معاً بعد دعائے اذان سے فارغ ہو کر حضور قبلہ رو محراب مسجد میں کھڑے ہوئے۔ تکبیر اولیٰ کہی گئی اور نماز قائم ہوئی۔ حضور نے یکے بعد دیگرے دونوں نمازیں جمع کرا کے پڑھائیں۔ خدام ذیل شریک نماز تھے۔

1۔عبد الرحمٰن قادیانی۔ 2۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ 3۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب۔ 4۔ چوہدری علی محمد صاحب۔ 5۔مولوی عبد الرحیم صاحب۔ 6۔ ملک نواب دین صاحب۔ 7۔ شیلدرک خالد صاحب۔ 8۔ مولوی سردار مصباح الدین صاحب۔ 9۔ خلیفہ تقی الدین صاحب۔ 10۔ حافظ روشن علی صاحب۔ 11۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ 12۔ ذوالفقار علی خان صاحب۔ 13۔حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ 14۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ 15۔ چوہدری فتح محمد خان صاحب۔ 16 چوہدری محمد شریف صاحب۔ 17 مولوی عبد الرحیم صاحب نیر۔ 18۔ ملک ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب۔ ان سترہ بزرگوں اور خادم قادیانی نے سیدنا حضرت اقدس محمود ایدہ اللہ الودود امام و مقتدا کی اقتدا میں یہ دو نمازیں مسجد پیرس میں ادا کیں۔“

(سفر یورپ 1924 صفحہ 409)

سامی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اباجی سردار صاحب کے قلم میں بہت روانی تھی، زور تھا، تصویر کشی تھی۔ انہوں نے زندگی بھر اپنے قلم سے بھر پور کام لیا۔ علمی، مضامین بھی لکھے۔ قدم قدم پر جدائی کا داغ دینے والے دوست احباب اور بزرگوں کی یادوں اور ان کی شخصیت کے ہو بہو خاکے قرطاس پر پہنچے اور جہاں تک ممکن ہوا انہیں الفضل کی زینت بھی بنایا۔ اُن کے اولین محسن اور احمدیت سے روشناس کروانے والے بزرگ حضرت حافظ محمد فیض الدین صاحبؓ سیالکوٹی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا خاندانی تعارف اور سیرت بھلا حضرت اباجی سردار صاحب سے زیادہ کون جان سکتا تھا۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن کاٹی صاحب نے حضرت اباجی سے خواہش کی کہ وہ حضرت حافظ صاحب کے حالات زندگی لکھ کر دیں۔ اُنہوں نے لکھ کر اس عاجز (مرتب) کو بھجوائے۔ اس مسودہ کو ڈاکٹر کاٹی صاحب نے حضرت مولانا عبد المالک خان صاحب کے سپرد کر دیا جو حضرت اباجی کے شاگردوں میں سے تھے تا کہ اسے مرتب کر کے چھپوا دیں چنانچہ انہوں نے اس سارے مواد کو مناسب رنگ میں ڈھال کر ”حیات فیض“ کے نام سے شائع کروا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا درس القرآن

8اگست تا 8 ستمبر 1928ء کے یادگار ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قرآنی علوم و معارف اور اسرار و نکات پر مشتمل مسجد اقصیٰ قادیان میں سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک درس دیا۔ اس درس کو محفوظ کرنے کے لئے حضور نے جن جید علماء اور زود نویسوں کی جماعت متعین فرمائی اُن میں حضرت سردار مصباح الدین صاحب کا نام بھی شامل ہے۔

(بحوالہ اصحاب احمد جلد پنجم حصہ سوم صفحہ 54 طبع اول)

تعیناتی بطور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

وقت پر پیدا ہونے والی ضروریات کے مطابق سلسلہ کی مختلف ذمہ داریاں ادا کر رہا تھا کہ مکرم صوفی عبد الکریم صاحب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب 17اکتوبر 1226ء سے فارغ ہو گئے تا کہ وہ تبلیغی فرائض کی سر انجام دہی کے لئے تیاری کریں اور مکرم شیخ یوسف علی صاحب بی اے کو قائم مقام پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا اور سردار صاحب کو شیخ صاحب موصوف کی جگہ اسسٹنٹ پرائیوٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

(بحوالہ احمدیہ گزٹ قادیان مورخہ 26، اکتوبر 1926ء)

ادھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دفتر کی ضروریات بڑھیں اور دفتر کا کام دو حصوں میں بٹ گیا۔ دفتر اور حضور کا کام پرائیویٹ سکریٹری کے پاس رہا اور جماعت کی آمدہ ڈاک کی تعمیل کا کام حضرت اباجی سردار صاحب لکھتے ہیں اس عاجز کے سپرد ہوا۔

اسی سال اگست میں حضور ڈلہوزی کے سفر پر تشریف لے گئے۔ حضرت ام المومنینؓ بھی ہمراہ تھیں۔ اس سفر میں عاجز کو بھی قافلہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ سردار صاحب لکھتے ہیں۔

”ایک روز دفتر سے سیر کے لئے چھٹی ملی۔ اس قافلہ کے ہم دو افراد خوبصورت پہاڑوں کی سیر کو نکل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے کہ واپسی کا راستہ بھول گئے۔ پہاڑوں جنگلوں میں ایسے گُم ہوئے کہ دن ڈھل گیا مگر ہمیں قیام گاہ کا راستہ نہ ملا۔ بھٹکتے بھٹکتے دور سے ایک چھوٹی سی بستی پر نظر پڑی جہاں سے اپنے راستہ کی راہنمائی حاصل کی اس طرح صبح کے بھولے شام ڈھلے اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ اس دوران حضور بہت پریشان رہے اور اِدھر اُدھر تلاش کے لئے خدام کو دوڑایا۔ حضرت ام المومنینؓ کا بھی فکر کے مارے بُرا حال تھا بار بار پوچھتیں تھیں کہ کچھ پتہ چلا۔ قیام گاہ پہنچتے ہی ہم نے فوراً حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں اطلاع دی تو آپ کمال شفقت سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور اپنی فکرمندی اور بے چینی کا اظہار فرمایا۔“

ہوسٹل جامعہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ

محترم حضرت سردار صاحب پہلے سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ مقرر ہوئے۔ بعد میں 1947ء کے عرصہ میں شیخ محبوب عالم صاحب خالد، صاحبزادہ مولوی ابو الحسن قدسی صاحب اور مولوی خان ارجمند خان صاحب مقرر ہوئے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 108)

حضرت اباجی سردار صاحب کی کسرصلیب کانفرنس میں شرکت

1978ء لندن میں صلیب کانفرنس ہوئی اس تاریخی تقریب میں حضرت اباجی کو بھی شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ تاریخی اعتبار سے یہ حقیقت تھی کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت سردار مصباح الدین صاحب غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ، یہ اس وقت صرف دو ایسے زندہ وجود تھے جو 1924ء میں ویمبلے کانفرنس میں بھی شامل تھے اور 1978ء میں صلیب کانفرنس میں بھی شامل تھے۔ مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت اباجی سردار صاحب انگلستان تشریف لائے۔ اور تبلیغ اسلام کے جہاد میں انقلاب برپا کر دینے والی اس مسجد کو تعمیر شدہ حالت میں بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میرے ایک بھائی ناصر الدین احمد سامی ایک عرصہ سے مری میں مقیم تھے اور وہ وہاں کے صدر جماعت احمدیہ بھی تھے۔ اس لئے میرے محترم اباجی سردار صاحب بھی گرمیوں میں اکثر مری تشریف لے جاتے تھے اور گرمیوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی وہاں قیام فرماتے تھے حضور انور نے میرے بھائی ناصر الدین کو فرمایا کہ بشیر الدین کو لندن لکھو کہ سردار صاحب کو صلیب کانفرنس کے موقع پر بلائے اس طرح حضور کے ارشاد پر حضرت اباجی کو صلیب کانفرنس میں شمولیت کا شرف حاصل ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ اس سفر میں حضرت مولانا چودھری ظہور احمد صاحب سابق ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ بطور پرائیویٹ سیکرٹری تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے جو خاص طور پر یہ بیان کیا کہ کانفرنس کے موقع پر جو انگلش فلمساز مقرر تھا اُس نے خاص طور پر استفسار کیا کہ ہز ہولینس کے علاوہ سفید پگڑی میں کون بزرگ تھے جو سر ظفر اللہ خان صاحب سے بھی بڑی عقیدت سے ملے اور ہز ہولینس کے ساتھ تو ملتے ہوئے بہت ہی عقیدت سے جھکے ہوئے اور ہاتھ چومتے ہوئے اس فلم میں ریکارڈ ہوئے ہیں۔ حضرت چودھری صاحب نے بتایا کہ میں نے حضرت سردار صاحب کا تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ 1924ء میں اس مشن ہاؤس میں مبلغ تھے اور میرے استاد بھی رہے ہیں۔

قلمی جہاد

ریویو آف ریلیجنز میں اُن کے رشحاتِ قلم شامل ہیں، خاص طور پر 1928ء کی اشاعت میں ان کے شذرات کا کالم باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ہمعصر دانشوروں سے قلمی جہاد کا سلسلہ جاری رکھا۔جس کسی نے بھی احمدیت کی مخالفت میں قلم اُٹھایا اور اُن کے قلم کی زد سے نہیں بچ سکا۔ مخالفین کے نظریات کے جوابات کو احمدیت کے اعتقادات، قرآنی دلائل اور بُرہان سے سجا کر قلمی جہاد کی نذر کرتے چلے جانا یہ اُن کی حس میں شامل تھا۔ ان کے قلمی معرکوں میں مولانا مودودی صاحب کا نام بھی شامل ہے۔ جنہوں نے ان سے ایک مرتبہ تحریری معذرت کر لی تھی کہ میں آپ سے کسی قسم کی بحث میں نہیں اُلجھنا چاہتا۔

اسی طرح ایک موقع پر جناب جسٹس قدیر الدین احمد صاحب نے اخبار جنگ میں ایک مضمون آنحضرت ﷺ بحیثیت تکمیل مظہر نبوۃ و رسالت کے عنوان شائع کیا۔حضرت اباجی سردار صاحب نے یہ مضمون ذوق اور جذبہ سے پڑھا اور اُس پر تقریباً سو صفحات پر مشتمل نہایت جامع تبصرہ لکھا (اس کا مسودہ مرتب کے پاس محفوظ ہے) اس کا جواب در اصل جسٹس صاحب کے احمدیت کے متعلق ان کے اظہار خیال پر مبنی تھا اور یہی حصہ اس تفصیلی وضاحت کا موجب بھی بنا۔حضرت اباجی سردار صاحب نے جسٹس صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے جو انداز تحریر اپنایا، اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی شان ارفع و اعلیٰ کے متعلق ایک دہقان بھی حب رسولؐ کے جذبہ سے کچھ زبان پر لائے تو بھی محاسن نبویؐ سے معمور ہوتا ہے تو ایک مولوی علم وعرفان سے شان رسول ﷺ پر اظہار کرے گا تو وہ یقیناً وہ شان ارفع رسول کریم ﷺ کا مظہر ہی ہوگا۔ ہاں! اپنا تاثر یہ ہے کہ جو کچھ آپ کے قلم اور زبان سے نکلا ہے ذہنی کاوش کی دریافت نہیں ہے۔ یہ حاصل تدبر فی القرآن ہے۔ اس تمہید کے بعد احمدیت کے سو سالہ تاریخ کے دوران ملاؤں کے غیظ وغضب بھری قلم و زبان نے جو مسلسل زہر اُگلا، اس کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کے مؤقف کو قرآنی معارف اور احادیث کی روشنی میں بالوضاحت پیش کر کے حضرت سردار صاحب نے پاکستان کی عدالت عالیہ تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچا کر حجت تمام فرمائی۔

اسی عریضہ میں آگے چل کر خلافت منہاج نبوت کے ذکر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی متابعت میں جسٹس صاحب کو پُرشوکت الفاظ میں لکھتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خلافت کو علی منہاج نبوت ہی مانتے ہیں اور اس خلافت کے ظہور میں آج نوّے (بوقتِ تحریر) برس کا عرصہ ہمارے سامنے گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں اس خلافت کے ظہور میں آنے کا منہاج اور مساعی جمیلہ کی شان، اُس کے ثمرات اور اثرات جو ہمارے سامنے آچکے ہیں وہ اس امر پر برہان برہنہ و مبینہ ہیں کہ یہی خلافت علی منہاج نبوت ہے جس کا ذکر حدیث میں بزبان نبوی ﷺ ہوا۔ اس خلافت کی نوّے سالہ تاریخ کے سامنے ہوتے ہوئے کوئی بھی سلیم الطبع، ذی حواس صحیحہ، ذرہ بھر بھی تو دل میں شبہ نہیں لا سکتا کہ یہی وہ خلافت علی منہاج نبوت ہے جس کا امت کی عمر میں بزبان نبوی ﷺ پانچویں دور پر شروع ہونے کا ذکر ہوا ہے۔

ہمیں است، ہمیں است، وہمیں است!

حضرت اباجی سردار صاحب وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔مختلف کتب، رسائل اور روزمرہ کے اخبارات انگریزی اور اردو کا مطالعہ ان کی روح کی غذا تھی۔ اخبارات باقاعدگی سے خود جا کر لاتے اور صفحہ بہ صفحہ پڑھتے۔ جہاں کوئی اچھا مضمون یا شعر پسند آجاتا اس کا تراشہ رکھ لیتے اور مضمون نگار کو اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اپنی سخن وری پر میری سخن شناسی بھی دیکھ لیں کہ جیسے شعراء اپنی نظم میں ایک شعر یا مصرع کو نظم کی جان قرار دیتے ہیں فرعون نمبر میں آپ کا اداریہ اس نمبر کی جان ہے اگلی ایک نہایت ضروری بات کے ذکر میں لانے سے پہلے گفتہ آید در حدیث دیگراں کے ذیل آپ کی مہارت سخن گوئی کے ضمن میں بتلاتا جاؤں۔ مفتاح کے نام سے ہی آپ نے ضیاء کی جماعت احمدیہ کے ساتھ ظالمانہ روش کا کھل کر ذکر کر دیا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے اظہار کیا ہے ان شاء اللہ جماعت تو سلامت دریا پار ہو جائے گی۔ مگر فرعون غرق ہو کر رہے گا۔

اگلی بات تقاضے کے بعد" کراچی میں قیامت صغریٰ" نمبر میں قادیانیوں کا کلمہ کے تحت جو حافظ مبارک علی قاسمی کے خط اور اُس پر جو کچھ لکھا ہے۔ اظہار کیا ہے اس سے وہ بات ابھری ہوئی ہے۔ اور آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس بات کے سامنے آنے پر میرے دل میں یہ دعا ڈالی گئی ہے اور جس احساس سے اللہ کے حضور کرنے لگ گیا ہوں۔ وہ دُعا اور میرے انداز دعا کے اثر سے خالی رہنے والی نہیں۔۔۔۔ آگے چل کر مدیر اعلیٰ صاحب کو ایک ایک حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی صداقت کا نزول ہو تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

(سورہ الکہف آیت 30)

ترجمہ۔ اور کہہ دے کہ وہی حق ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔

لیکن قبول کرنے والوں پر صرف اس حق کو خود قبول کرنے ہی کا حکم ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس حق کے پھیلانے دوسروں تک پہنچانے، دوسروں کے قبول کروانے میں اس مامورمن اللہ کی طرف مکلّف ہوتے ہیں کہ اس حق کی اشاعت ان کی زندگی کا نصب العین ہو جائے۔ یہ جو کچھ ہم پر ظاہر ہے کہ حق کو قبول کرنے کے بعد مومن خود مبلغ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے دوسروں کو حق کے قبول کرنے کی دعوت دینے والے کے عمل اور قبول کرنے کی دعوت دینے والے کے عمل اور قبول سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ سب کی نگاہ میں خود اس صداقت پر ایمان لانے والا اور اس پرعمل کرنے والا ہے۔ یہ حق کو قبول کرنے والوں کا اصل مقام ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسانوں کا خالق ہے اُس کی کمزوریوں سے بھی آگاہ ہے کہ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں وہ حق کو قبول کر تو لیتے ہیں لیکن کچھ ایسی کمزوریاں ان سے لاحق ہوتی ہیں کہ وہ قبولیتِ حق کا دوسروں کے سامنے اظہار نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی پوزیشن کو بھی کچھ شرائط کے ساتھ روا رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ مومن کے چوتھے رکوع کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے درباریوں میں سے ایک مومن کا ذکر کیا ہے۔ جس کے متعلق الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

يَكْتُمُ إِيمَانَهُ۔ جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔

وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لا چکا تھا لیکن دوسروں پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ اُن کو کہتا ہے کہ دیکھو تم موسیٰ کے قتل کے درپے ہو گئے ہو حالانکہ وہ خدا کی طرف سے آنے کے متعلق نشان تمہارے سامنے لا چکا ہے۔ جسے تم سمجھتے ہو وہ کاذب ہے تو اُس کے درپے آزار ہونے سے جو وبال ہے وہ تم پر وارد ہو جائے گا۔ یہ کہنے کے ساتھ اُن کو وعظ کیا ہے اور خوفِ خدا رکھنے کا کہا ہے۔ تو اس مومن کے نمونہ سے اللہ تعالیٰ نے ان معذورِ حال بندوں کو جو ایمان کے اظہار کی قدرت نہیں پاتے ان کے لئے یہ روا ہے وہ اپنا ایمان ظاہر نہ کریں لیکن ان کا عمل اور قول ایسا نہ ہو کہ وہ اس بات کا مظہر ہو کہ لوگ اسے بھی اپنے میں سے ہی ہونے والا شمار کر لیں۔ ان کا کوئی عمل اور کوئی قول ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو جو اس کی طرف سے انکار کا تصور دے دے۔ اس تفصیلی وضاحت کے بعد مدیر موصوف کو توجہ دلاتے ہیں کہ آپ نے حافظ مبارک علی قاسمی کے الزام کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ قرار دیتے ہیں۔ اُس کے جواب میں لکھ دیا "دیکھنے کی یہ بات ہے کہ مرزا صاحب نے خود کو محمد رسول اللہ قرار دیا؟ ہمیں اعتراف ہے کہ احمدیہ فرقے کا لٹریچر ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ اس لئے اس بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتے۔"

حضرت اباجی سردار صاحب مدیر موصوف کے ان دو فقرات کے سٹینڈ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"اس الزام کے درست ہونے یا نہ ہونے کے متعلق کوئی سٹینڈ لینے کے لئے احمدیہ لٹریچر کا نظر سے گزرنا ضروری نہیں۔ کسی حقائق آگاہ ذہن و دہن سے نکلا تو درکنار کسی گڈریا کے ذہن میں بھی نہیں گزر سکتا۔ سو سال سے جب سے جماعت احمدیہ کا وجود نمود میں آیا ہے ذی علم طبقہ کا ذکر، گڈریا جیسا فہم و ادراک والا طبقہ جماعت گردو پیش چلا رہا ہے انہوں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا اور وہ پورے شعور سے اس الزام کی تردید کر دے گا کہ احمدیوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے، علم وشعور سے بلا روک ٹوک کہے گا کہ احمدی مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ نہیں قرار دیتے۔ آپ کا تو معیارِ علم بلند ہے۔ کہ آپ صحافی ہیں۔ اخبار نویس ہیں۔ جن کی نگاہ حال تک محدود نہیں ہوتی وہ ماضی اور مستقبل پر نگاہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے بے خبر ہوں کہ جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ نہیں قرار دیتی۔ اس بے خبری کی وجہ سے آپ کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ احمدیہ لٹریچر کے نظر سے نہ گزرنے کے باوجود کم سے کم آپ اپنے علم کی آگاہی سے ہی پُر زور انداز سے کہہ دیتے یہ الزام ہی سراسر افتراء ہے۔" یہ وہ چند رشحاتِ قلم کے چند نمونے ہیں جس نہج پر انہوں نے زندگی بھر اپنے قلمی جہاد کو جاری و ساری رکھا۔

بیعت حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ

8نومبر 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا انتقال پُر ملال ہوا۔ جونہی یہ افسوسناک خبر حضرت اباجی سردار صاحب کو پہنچی تو سب افراد خانہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور آپ بھی سب میرے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر دعا کریں کہ اللہ میاں! ہم تیرے سہارے بڑھ رہے ہیں تو ہمارا مددگار ہو اور ہمیں نئی خلافت کے لئے اپنی رہنمائی کیساتھ مدد کرنا اور ہم میں نفاق پیدا نہ کرنا۔ اس دعا کے بعد سب اہل خانہ سمیت ربوہ پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دست مبارک پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

پاکستان آنے کے بعد چنیوٹ میں سکونت

قادیان سے ہجرت کے بعد محترم اباجی سردار صاحب نے اپنی فیملی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ چونکہ اُن کی زندگی شروع سے ہی مرکز سے وابستہ رہی ہے اس لئے بقیہ زندگی بھی مرکز میں ہی گزاریں گے۔ اور

مرکزِ قادیان کا قافلہ جہاں بھی ڈیرہ ڈالے گا وہیں کے ہو رہیں گے۔ یہ محض جذباتی بات نہ تھی بلکہ ایمان تھا کہ مرکز سلسلہ سے وابستگی کے بغیر زندگی نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جیسے ہی مرکز سلسلہ نے ہجرت سے قادیان کے بعد لاہور سے منتقل ہو کر چنیوٹ میں پڑاؤ ڈالا وہ بھی مع اہل و عیال چنیوٹ منتقل ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چنیوٹ میں مرکزی دفاتر اور ہائی سکول کھل گئے اور مرکزی مفکر، علماء، مدرس، مبلغین، بزرگانِ دین اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ چنیوٹ کی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے نظر آنے لگے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے چنیوٹ کا کوئی کوچہ نہیں ہوگا جسے اپنے بابرکت قدموں سے نہ چھوا ہو۔ چنیوٹ (محلہ گڑھا) میں مندر والی گلی بہت معروف تھی جہاں ہمارے اباجی اور فیملی کا مسکن تھا۔ اس گلی میں حضرت مفتی صاحبؓ کا اکثر گزر رہتا تھا۔ ہماری والدہ مرحومہ کو ہر چند فکر رہتی کہ حضرت مفتی صاحب گزر رہے ہوں تو کوئی ہمسائی چھت کے پرنالے سے گندہ پانی نہ بہادے۔ محلہ کی سب عورتیں چونکہ ہماری والدہ صاحبہ کی بہت عزت کرتی تھیں اس واسطہ سے اور حضرت مفتی صاحب کی سبز پگڑی کی وجہ سے اُن کی پہچان رکھتی تھی اور احتیاط کرتی تھیں۔

ربوہ کے شبِ و روز کے حوالہ سے انکی دلچسپیاں، اُن کے شوق، اُن کی فدائیت کے رنگ، اُن کے جذبے اور والہانہ پن دیوانگی کی حد تک اُن میں کارفرما تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ کا افتتاح فرمایا اس تاریخی موقع پر اُنہوں نے اپنے کنبے کو خاص اہتمام سے اکٹھا کیا اور تانگہ کی سواری سے ربوہ پہنچے اور افتتاحی تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔ اسی طرح جب مسجد مبارک کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا تھا اس موقع پر بھی سارے کنبہ کو ساتھ لیا اور دعا میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے اس بابرکت تقریب کے شرکاء کے نام اکٹھے کئے تھے اور وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ جس سال حضرت اُم المومنینؓ کی وفات ہوئی خاکسار (مرتب) ان دنوں لاہور میں نوکری کے لئے سرگرداں تھا۔ کہ مجھے والد محترم کا ایک دستی رقعہ ملا جس میں یہ پیغام تھا کہ حضرت اماں جانؓ کی آخری گھڑی آن پہنچی ہے اس لئے جیسے تیسے بن پڑے کسی سے کرایہ مانگ کر فوراً ربوہ پہنچو۔ مکرر تاکید ہے کہ اس موقع کو ضائع نہ کرنا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس تاکیدی ارشاد پر تعمیل کی توفیق بھی مل گئی۔

ہجرت کا دور چنیوٹ میں ہی گزرا لیکن اس رنگ میں گزرا کہ اگر صبح یہاں تو شام ربوہ میں کم دن ہوں گے کہ اُنہوں نے ربوہ کی گہما گہمی کو چھوڑا ہو۔ ربوہ کی ہر خوشی، اُن کی خوشی۔ ربوہ کا ہر دُکھ ان کے سینے کا دُکھ تھا سالہاسال اُنہوں نے کوئی جمعہ نہیں چھوڑا جو انہوں نے ربوہ میں نہ پڑھا ہو۔ اُن کا یہ معمول تھا کہ کہ جمعہ کی ادئیگی کے بعد اپنے ہر ملنے والے کے گھر جاتے حال احوال دریافت کرتے، ہر بیمار کی خبر گیری فرماتے۔ شادی بیاہ، بچوں کی پیدائش دیگر چھوٹی بڑی خوشیوں میں گرم جوشی سے شرکت فرماتے۔ تحفہ تحائف دیتے۔ ربوہ سے چھ میل دور رہتے ہوئے بھی جبکہ اُنہیں سواری کی کوئی سہولت میسر نہیں تھی اور نہ ہی اُن کے پاس کوئی پیسہ ہوتا تھا پھر بھی نا جانے کیسے اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرماتا اور وہ ربوہ ہر جنازہ میں شرکت کرتے تدفین میں حصہ لیتے۔ اکثر ربوہ کی دھول میں تیز تیز چلتے۔ تیز چلنا اُن کی عادت تھی۔ یہ سب خلافت اور مقام خلافت کی محبت تھی جو اُنہیں اِس صحرانوردی پر ہر دم اُکساتی رہتی تھی۔ وہ اپنے دل میں اسی لیلیٰ کو چھپائے اس ریگزار میں خاک چھاننے پر مجبور تھے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھے۔

ہماری والدہ مرحومہ یہ کہتے کہتے اِس دنیا سے رخصت ہوگئیں کہ آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ لیکن اُن کے معمول میں کوئی فرق نہ پڑا ایک روز حسبِ معمول شدید گرمی اور بلا کی تپش میں اُنہیں ایک دوست نے مسجد اقصیٰ جاتے ہوئے دیکھا تو اپنی سائیکل پر پیچھے بٹھالیا۔ جونہی وہ مسجد اقصیٰ کے قریب پہنچے تو پتھریلی زمین پر سائیکل سے اس بُری طرح گرے کہ اُن کے کولہے کی بوڑھی ہڈیاں چکنا چور ہوگئیں، اُسی وقت فیصل آباد ہسپتال لے کر گئے آپریشن ہوا لیکن اُس کے بعد وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکے۔ حضرت اباجی کا عمر کے اس آخری حصہ میں چنیوٹ میں رہنا مشکل ہوگیا تھا کہ سیڑھیوں والا گھر تھا لیکن اباجی ربوہ سے دور جانا نہیں چاہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ کوچ کا وقت آجائے اور وہ خاک جس خاک سے ملنے کی آرزو دیتی ہے وہ کسی مسافت کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہو جائے۔ بامر مجبوری بڑے بیٹے سردار عبد السبحان مرحوم کے پاس کراچی چلے گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا یوں ہمارے درویش صفت والد صاحب جنہوں نے وقفِ زندگی دین کے لئے اپنے آپ کو ہمیشہ ہر قربانی کے لئے تیار رکھتے ہوئے گزاری۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا، اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔

میت حسبِ وصیت بہشتی مقبرہ ربوہ پہنچائی گئی۔ 3 اگست 1988ء کو بعد نماز عصر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخِ احمدیت نے نماز جنازی پڑھائی اور مکرم نسیم سیفی صاحب نے قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

مَیں اپنے تمام مرحومین کے لئے جو اس دنیا سے اپنے ربّ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ اُن سب کے لئے دُعائے خیر مانگتی ہوں اللہ پاک اپنے فضلوں اور رحمتوں سے اِن سب کو غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اُن کی نیکیوں کو آگے لے کر چلنے والے ہوں، ساری نسلیں دین اور خلافت کے جھنڈے تلے زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

خلق میں بھی اپنے نمونے کے لحاظ سے انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ شفقت اور رأفت میں بھی آپ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ اور کوئی خُلق ایسا نہ تھا جس کی انتہائی حدود کو بھی آپ نے نہ پا لیا ہو۔ پس آج جب ہم اپنے آپ میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں تو ان نمونوں کی جگالی کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن نصائح کو سننے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے اور آپ کے حوالے سے ہم تک پہنچیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ’’دین خیر خواہی کا نام ہے۔ جب عرض کیا گیا کس کی خیر خواہی؟ تو آپؐ نے فرمایا اللہ، اُس کی کتاب، اُس کے رسول، مسلمان ائمہ اور اُن کے عوام الناس کی خیر خواہی‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان أن الدین النصیحۃ حدیث: 196)

پس ایک حقیقی مومن کے لئے کوئی راہِ فرار نہیں ہے۔ عوام الناس کی خیر خواہی کے مقام کو بھی اُس مقام تک پہنچا دیا جس کی ادائیگی کے بغیر نہ خدا تعالیٰ کا حق ادا ہوسکتا ہے، نہ اُس کی کتاب کا حق ادا ہوسکتا ہے، نہ اُس کے رسول کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقی تقویٰ صرف ایک قسم کی نیکی سے حاصل نہیں ہوتا جبتک کہ تمام قسم کی نیکیوں کو بجالانے کی کوشش نہ ہو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 680۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر دیکھیں ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے حصول کے لئے عاجزی کی انتہائی حدوں کو پہنچی ہوئی دعا۔ وہ نبی جو ہر وقت اپنی جان کو دشمنوں کے لئے بھی ہمدردی کے جذبے کے تحت ہلکان کر رہا تھا، جس کا رُواں رُواں اپنوں کے لئے سراپا رحمت و شفقت تھا، اپنے رب کے حضور عاجزی اور بیقراری سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے میرے اللہ! مَیں بُرے اخلاق اور برے اعمال سے اور بری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات۔ باب دعاء امّ سلمۃؓ)

پس یہ وہ تقویٰ ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ وہ یہاں ہے اور یہ وہ کامل اسوہ ہے جس کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ پس ہمیں کس قدر اس دعا کی ضرورت ہے۔ کس قدر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کس قدر ہمیں اپنے گریبان میں جھانک کر شرمندہ ہونے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؐ فرماتے ہیں ’’جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بے چینی اور تکلیفوں کو اُس سے دور کر دے گا اور جس نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اُس کے لئے آسانی مہیا کی، اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس بندے کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو‘‘۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر حدیث: 6853)

پس کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں قیامت کے دن تمام قسم کی بے چینیوں سے پاک رہوں گا۔ کون ہے جو اپنے عمل پر نازاں ہو کہ میں نے بہت نیک اعمال کو کما لیا ہے، بہت نیک عمل کر لئے ہیں۔ پس یہ دنیا تو بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر دم، ہر لحہ اس فکر میں ایک مومن کو رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے رستے پر چلتے ہوئے نیکیوں کی توفیق پاؤں۔ پتہ نہیں کونسی چیز مجھے خدا تعالیٰ کے قریب کر دے۔ میری بخشش کا سامان کر دے۔ کتنا پیارا ہمارا خدا ہے اور کتنا پیارا ہمارا رسول ہے جس نے ہر عمل کے بارے میں کھول کر بتا دیا۔ کسی عمل کو بھی کم اہمیت نہیں دی۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ جو اپنے خدا کو راضی کرنے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں تا کہ خدا تعالیٰ اُن کی بے چینیوں کو دور فرمائے، تا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ یکم جون 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

غیر مسلم عادل حکومت کی پناہ اور تعریف

قسط 2

''تم لوگ حبشہ چلے جاؤ۔ کیونکہ وہاں پر ایسا بادشاہ ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ ارضِ حق یعنی سچائی والی زمین ہے''

(سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ 321)

مکہ میں مسلمانوں پر مسلسل ظلم وستم سے عرصہ حیات تنگ ہوگیا تو آنحضرت ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہجرت کے لئے ارض حبشہ کے انتخاب کی وجہ کیا تھی؟

حبشہ کا بادشاہ نجاشی مسلم نہیں تھا لیکن ان میں ایسی صفات موجود تھیں جو اسلام کی تعلیم سے مطابقت رکھتی تھیں وہ رحم دل اور عادل تھے آپؐ کو توقع تھی کہ مسلمان وہاں سکون سے رہیں گے۔ اس لئے آپؐ نے ان کا انتخاب فرمایا۔ اور انہیں تعریف سے نوازا۔

دوسرے آپؐ نے ایران کے بادشاہ نوشیرواں کی تعریف فرمائی اس کی وجہ بھی اس کا عدل تھا۔

''پیغمبر اسلام نے نوشیرواں عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح اور فخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے''

تحریر علی الحائری شیعہ عالم (موعظہ تحریف قرآن 72 از علی الحائری 1932ء)

ان دونوں غیر مسلم بادشاہوں سے آپؐ نے کوئی مالی منفعت حاصل نہیں کی۔ جہاں اچھائی دیکھی تعریف فرمائی حکمت مومن کی میراث ہے۔ آپؐ کا غیر مسلم مگر عادل رعایا کی سلطنت میں ہونے کا مدح اور فخر سے ذکر فرمانا آپؐ کی ذات کے غیر جانبدار عادل ہونے کی بہت بڑی مثال ہے۔

یہاں حسنِ خلق کی قدر دانی کی ایک دلفریب مثال کے طور پر ایک واقعہ مختصراً پیش ہے۔ قبیلہ طے کے کچھ جنگی قیدی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے جن میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر آپؐ سے پوچھا:

آپ جانتے ہیں میں کون ہوں؟

رسول کریم ﷺ نے فرمایا نہیں میں نہیں جانتا۔

اس لڑکی نے کہا میں اس باپ کی بیٹی ہوں جس کی سخاوت کے ذکر سے سارا عرب گونج رہا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس کا باپ محسن تھا اور وہ دنیا کے ساتھ نیک کا سلوک کرتا تھا، ہم ایسے باپ کی لڑکی کو قید کرنا نہیں چاہتے، چنانچہ آپؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اس کی درخواست پہ اس کے سارے قبیلے اور مفرور بھائی کو بھی آزاد کر دیا۔

حاتم طائی کا اسلام پر کوئی احسان نہیں تھا، وہ صرف اپنے علاقہ میں سخاوت کے لئے مشہور تھا محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعت کے لئے اس نے کوئی کام نہیں کیا تھا۔

آپؐ نے صرف اس وجہ سے کہ وہ غریبوں پر احسان کیا کرتا تھا اس کے سارے قبیلے کو معاف کر دیا۔

آپؐ نے فرمایا۔ ہم ایسے شخص کی قوم کو قید نہیں کر سکتے جو اپنی زندگی میں غریبوں پر احسان کیا کرتا تھا۔

(خلاصہ از تفسیر کبیر جلد 10صفحہ 374)

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ

(الرحمٰن: 61)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک سے پہلے برصغیر پر سکھوں کا راج تھا جو اسلام کے مخالف تھے اور دشمنی میں اس حد تک بڑھ گئے تھے کہ آواز اذان کی بھی برداشت نہ تھی مساجد پر بے جواز قبضہ کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔ Sir Lepal Griffin کی ''رنجیت سنگھ'' نامی کتاب جو کہ 'S Chand&Co' کی طرف سے دہلی میں شائع ہوئی، اس کے صفحہ 84 پر لکھا ہے ''اس زمانے میں سکھ فوج کو باقاعدہ تنخواہ کا کوئی نظام نہیں تھا۔ وہ اپنے گرو سے اجازت لے کر کوئی نہ کوئی شہر لوٹتے تھے۔ جب تک ذاتی دفاع کی طاقت نہ ہو تو نہ کسی کی زمین، گھوڑا یہاں تک کہ بیوی بھی محفوظ نہیں''۔

اس کے برعکس انگریزوں نے انصاف کا بول بالا کیا جس سے معاشرتی گھٹن سے نجات اور مذہبی آزادی حاصل ہوئی۔ کسمپرسی کی حالت میں رہنے سے کمزور مسلمانوں کی دینی حمیت کو بھی نقصان پہنچا تھا انگریزوں کی انصاف پسندی دیکھ کر مختلف ادیان سے لوگ اور عام مسلمان حتیٰ کہ بعض علمائے اسلام بھی عیسائیت میں پناہ ڈھونڈنے لگے ایسے مذہب تبدیل کرنے والے مرتدین سے عیسائیوں کی تعداد ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ ان لوگوں نے نہ صرف مذہب تبدیل کیا بلکہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ قرآن پاک اور اسلامی شعائر کی بے حرمتی اور گستاخی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور انگریز حکومت کی خوشامدانہ تعریف و توصیف میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مالی فوائد کی بھیک بھی مانگی۔ ان حقیقی گستاخ مرتدین نے اسلام پر معاندانہ حملے کیے۔ جبکہ حضرت اقدسؑ نے حکومت کی اعتدال پسندی کی اعتدال کے ساتھ تعریف فرمائی۔

''یہ حکومت اگرچہ ایمانی فضیلتوں اور برکتوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتی تاہم ہیروڈیس کے عہدِ حکومت سے جس کے ساتھ مسیح ابن مریم کا واسطہ پڑا تھا بدرجہا بہتر اور حال کی اسلامی ریاستوں سے بلحاظ امن اور عام رفاہیت کے پھیلانے اور آزادی بخشنے اور حفاظت اور تربیت رعایا اور انتظام قانون معدلت اور سرکوبی مجرموں کے بدرجہا افضل ہے۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3ص 14،15حاشیہ)

اپنی اس قدر دانی کی توجیہ آپؑ کے الفاظ میں:

''یہ دعا گو جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے اسی طرح وجود ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند اور ان کے زمانے پر فخر کرتا ہے جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نوشیرواں عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 255)

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے یعنی سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جس کو مذہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہیں۔ جس کا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہنچ جاوے اس لئے اس نے ہم کو اس سلطنت میں پیدا کیا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نوشیرواں کے عہد پر فخر کرتے تھے اسی طرح ہم کو اس سلطنت پر فخر ہے۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ مامور چونکہ عدل اور راستی لاتا ہے اس لئے اس سے پہلے کہ وہ مامور ہو کر آئے عدل اور راستی کا اجرا ہونے لگتا ہے۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 268)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور حدیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ا صفحہ 316)

خلاصہ کلام یہ کہ جس کام کا محرک قرآن شریف اور احادیث نبوی ہوں جو خود آنحضرت ﷺ نے کیا ہو اور جس میں کوئی مالی طمع یا منافع کی لالچ نہ ہو اس پر اگر کم نظر معاند معترض ہوں تو اس کی کوئی اہمیت نہیں سراج منیر اور اس سے بدر کامل میں منعکس ہونے والی روشنی پھیلتی رہے گی

كَانَ خُلُقُهٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّاتِّبَاعُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

بقیہ: اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ روکوپر سرکٹ...... از صفحہ 12

میں کردار کا خصوصی ذکر کیا۔ دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔

مقابلہ جات

اس کے بعد دوسرے سیشن میں خدام اور اطفال کے علیحدہ علیحدہ علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں تلاوت، اذان، دینی معلومات، معلوماتِ عامہ، مقابلہ حفظ، عہد خدام الاحمدیہ اور پیغام رسانی شامل ہیں۔

ڈاکومینٹریز

مقابلہ جات کے دوران ہی اطفال اور خدام کو ایم ٹی اے سیرالیون کی تیار کردہ مختلف تعلیمی تربیتی ڈاکومینٹریز دکھائی جاتی رہیں جن میں کورونا وائرس، جامعہ سیرالیون کا تعارف، سیرالیون میں جماعت احمدیہ کے سو سال، نماز اور نظمیں شامل ہیں۔

مختلف تقاریر و ڈسکشن پروگرام

اس کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر اور گفتگو بھی ہوئی۔

1: ایک بہترین طالب علم کیسے بنا جا سکتا ہے؟ (مکرم حسن ڈی تورے صاحب، طالب علم Njala یونیورسٹی)

2: سیرالیون کے لئے زراعت کیوں ضروری ہے اور یہ بطور پیشہ کیسا ہے؟ (مکرم Alex Tamo صاحب ریجنل قائد خدام الاحمدیہ)

3: جامعہ کا طالب علم بننے کے لئے کیا ضروری ہے؟ (مکرم محمد سعید فوفانہ صاحب روکوپر سرکٹ مشنری)

4: ایک اچھے احمدی خادم کے اوصاف (خاکسار)

اجتماع کے آخر پر اعزاز پانے والے خدام اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ انعامات کے ساتھ ریویو آف ریلیجنز کا بھی تحفہ دیا گیا۔ دعا سے یہ بابرکت پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ

نماز ظہر وعصر سے قبل تمام شاملین کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اجتماع کے پہلے روز دورانیہ تین گھنٹے جبکہ دوسرے روز پانچ گھنٹے رہا۔ 6 جماعتوں کے 75 خدام اور اطفال شامل ہوئے۔ روسینور جماعت کے 15 خدام 45 منٹ کشتی پر سفر کر کے اجتماع میں شامل ہوئے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مساعی کو قبول فرمائے اور تمام شاملین کے علم و ایقان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

وسیم احمد ظفر۔ مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل

جماعت احمدیہ برازیل کا پہلا تاریخی جلسہ سالانہ

’’اللہ تعالیٰ بیحد مبارک فرمائے اور جماعت برازیل کی تاریخ میں یہ نیا باب عظیم الشان فتوحات کے دروازے کھولے‘‘

’’جلسہ سالانہ کی کامیابی پر آپ سب کو مبارک ہو‘‘ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

صدر کونسل پیٹروپولس جناب Marcio Arruda کی شرکت

خاکسار 15 دسمبر 1993ء کو گوئٹے مالا سے برازیل پہنچا اس وقت مکرم سیّد محمود احمد مرحوم صدر جماعت اور مکرم محمد یوسف یاؤسن مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل تھے جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ ابھی جلسہ سالانہ کا آغاز نہیں ہوا چنانچہ 22دسمبر 1993ء کو میٹنگ تھی جس میں خاکسار نے جلسہ سالانہ کے آغاز کی تجویز پیش کی تا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جاری فرمودہ یہ الٰہی نظام برازیل کی سرزمین میں بھی شروع ہو اور اسکی برکات سے حصہ لیں نیز جہاں جماعت میں بیداری پیدا ہو وہاں اس کے ذریعہ جماعت کا پیغام بھی پھیلنا شروع ہو۔ چنانچہ اس تجویز کو سب نے بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پسند کیا اور اس پر فوری عملدرآمد کرتے ہوئے اسی میٹنگ میں ہی 22جنوری 1994ء بروز ہفتہ برازیل کے پہلے تاریخی جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے تاریخ مقرر کر لی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مشن ہاؤس میں موجود جو ہال نما کمرہ ہے وہاں یہ جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جماعت کے تو چند افراد تھے زیادہ تر مقامی لوگوں کو دعوت دی گئی ایک سادہ سا دعوت نامہ بھی بنا کر بھجوایا گیا اور باقی تیاریاں بھی شروع کر دی گئیں۔

ایک خواہش

اس وقت مشن ہاؤس میں جلسہ کے انعقاد کے لئے کوئی چیز بھی نہیں تھی میرے دل میں بڑی شدت کیساتھ یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس پہلے تاریخی جلسہ سالانہ کا حصہ بنتے ہوئے شکرانہ کے طور پر زیادہ سے زیادہ اخراجات خود برداشت کریں اور مرکز پر کم سے کم بوجھ ڈالیں چنانچہ سب سے قبل اپنی طرف سے عاجزانہ عطیہ کی پیشکش کیساتھ جب افراد جماعت کو اپنی اس خواہش کے بارہ میں بتایا تو حیرت کی انتہاء نہ رہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس چھوٹی سی پیاری جماعت نے اس جذبہ کیساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کہ اس پہلے تاریخی جلسہ کے تمام تر اخراجات مقامی طور پر ہی برداشت کرنے کی توفیق مل گئی۔ خاکسار کی والدہ مکرمہ صادقہ بیگم کو معلوم ہوا تو انہوں نے تین بڑے دیگچوں کا عطیہ دینے کی سعادت پائی۔ مکرم سید محمود احمد مرحوم کی خوشی اور جذبہ کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مرحوم والدین کی طرف سے بھی عطیہ دیتے ہوئے ایک بڑے انڈسٹریل چولہے اور پچاس پلیٹوں وغیرہ کا انتظام کر دیا مکرم محمد یوسف یاؤسن نے بھی جگ اور پچاس گلاسوں کا عطیہ دیا۔ مربی صاحب کی اہلیہ مکرمہ عائشہ یاؤسن اور سسٹر آمنہ نے شیرینی اور بچوں کے لئے کینڈیز کا انتظام کر دیا الغرض دیکھتے دیکھتے تمام بنیادی اور ضروری چیزوں کی خرید کے لئے رقم کا انتظام ہو گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خلیفہ وقت کی دعا

اس جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھا چنانچہ پیارے آقا نے 21 جنوری کے تحریر کردہ خط میں جواباً فرمایا ’’آپ نے 22 جنوری کو برازیل جماعت کے پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیحد مبارک فرمائے اور جماعت برازیل کی تاریخ میں یہ نیا باب عظیم الشان فتوحات کے دروازے کھولے اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو‘‘ چنانچہ ہم سب نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کی دعا کو سنتے اور قبول کرتے ہوئے بیشمار فضل نازل کئے جنکا ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور باوجود ناتجربہ کاری اور ناگزیر حالات کے ہر کام میں برکت پڑتی گئی۔ الحمد للہ۔

لنگر خانہ کا قیام

یہ اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل اور احسان ہے کہ اس پہلے جلسہ سالانہ کے آغاز کے ساتھ ہی ’’لنگر خانہ‘‘ کے بابرکت قیام کی بھی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔ مؤرخہ 21 جنوری 1994ء کو جمعۃ المبارک کے روز جب لنگر خانہ کا آغاز ہوا تو جو دلی جذبات تھے انکا اظہار ناممکن ہے سب خوشی کے جذبات کیساتھ بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے دکھائی دے رہے تھے کوئی گوشت کاٹ رہا ہے تو کوئی پیاز۔ کوئی آلو چھیل رہا ہے تو کوئی آٹا گوندھتا دکھائی دے رہا ہے اور کوئی برتن دھو رہا ہے الغرض سبھی مختلف کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے جن میں بوڑھے بھی تھے اور بچے بھی مرد بھی تھے اور عورتیں بھی حقیقت میں ایسا ناقابل فراموش اور ایمان افروز نظارہ تھا جو ناقابل بیان ہے۔ اس پہلے تاریخی جلسہ میں خاکسار کو اندازاً 80 افراد کے لئے کھانا تیار کرنے کی سعادت ملی جس میں مرغ سالن۔ لوبیا کا سالن۔ نمکین چاول۔ روٹیاں اور چائے تیار کی گئی جبکہ کیک اور بسکٹ بازار سے لا کر پیش کئے گئے اکثر مقامی افراد کے لئے پاکستانی طرز کا کھانا کھانے کا پہلا موقع تھا سب نے بہت پسند کیا اور خوب مزے لے لے کر کھایا۔

ایک مقامی اخبار میں جلسہ کے بارہ میں رپورٹ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شہر کی ایک اخبار Diario de Petropolis نے اپنی 22 جنوری 1994ء کی اشاعت کے صفحہ نمبر 3 پر اس جلسہ کے حوالہ سے ایک رپورٹ بھی شائع کی جسکا ترجمہ یہ ہے

مسلمان جماعت کا جلسہ

احمدیہ جماعت اسلام میں ایک عالمگیر فرقہ ہے جسکی بنیاد 1889ء میں پنجاب۔ انڈیا کے ایک چھوٹے سے گاوں قادیان میں رکھی گئی۔ بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے موعود مصلح ہونے کا دعویٰ فرمایا جسکا دنیا کے تمام مختلف مذاہب میں مختلف ناموں اور القاب سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ جیسے ہندو کرشن۔ عیسائی بدھسٹ بدھ اور مسلمان مھدی اور مسیح کے منتظر تھے۔

جلد ہی یہ فرقہ ساری دنیا میں ایک مضبوط مذہبی جماعت کے طور پر عزت و توقیر کے ساتھ مشہور ہو گیا جو اسلام کا دفاع کرنے والا ہے اور ساری دنیا میں اسلام کو تمام دوسرے مذاہب پر برتری دلانے میں کوشاں ہے۔ بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ یہ جنگ مادی ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہو گی اور زبردستی کرنے کے لئے کسی قسم کی تلوار نہیں اٹھائی جائے گی۔ خالصۃً یہ ایک روحانی جنگ ہو گی جو عقل اور دلائل کیساتھ دینی حقائق پر مشتمل ہو گی۔ دنیا میں انقلاب عقلی دلائل اور صبر و استقلال سے ہو گا۔ مذہب کے نام پر کوئی بھی خون نہیں بہایا جائے گا اور اگر اس سچائی کی راہ میں کوئی بھی دشمنی یا مخالفت حائل ہو گی تو احمدی اس کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار ہونگے۔ پہلے احمدیت کا مختصر الفاظ میں تعارف۔

برازیل میں جماعت احمدیہ کا سنٹر Estrada da Saudade, 215,Petropolis کے مقام پر واقع ہے۔ مبلغین میں محمد یوسف یاؤسن ہیں جو گھانا کے رہنے والے ہیں اور 1989 سے برازیل میں ہیں اور وسیم احمد ظفر ہیں جو پاکستانی ہیں اور حال ہی میں گوئٹے مالا۔ سنٹرل امریکہ سے برازیل پہنچے ہیں

جماعت احمدیہ اپنا پہلا جلسہ سالانہ آج (22-01-1994) صبح 10:30 پر منعقد کر رہی ہے۔

صدر میونسپل کمیٹی پیٹروپولس کی آمد و شرکت

اس جلسہ کی ایک اہم اور نمایاں بات یہ بھی ہے کہ ہماری درخواست پر Petropolis شہر کے صدر عزت مآب Marcio Arruda بنفس نفیس تشریف لائے انکے سیکریٹری بھی انکے ساتھ تھے انہوں نے اس

پہلے تاریخی جلسہ میں شرکت پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

نصرت الٰہی کا ایک نشان

ایک اور خاص قابل ذکر بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان کا ظاہر ہونا بھی ہے وہ اس طرح کہ ان دنوں شدید بارشوں کا زور تھا بہت فکر تھی دعا ہی ایک سہارا تھا چنانچہ عین جلسہ کے وقت بارش رک گئی اور جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر وخوبی انجام پایا جسکے بعد دوبارہ بارش شروع ہو گئی یہ یقینا خدا کے پیارے خلیفہ کی دعاوں کی برکت تھی۔

پروگرام جلسہ سالانہ

یہ تاریخی جلسہ سالانہ مکرم سید محمود احمد مرحوم صدر جماعت احمدیہ برازیل کی زیرصدارت شروع ہوا خاکسار (وسیم احمد ظفر) نے سورۃ الحجرات کی آیات 12 تا 14 کی تلاوت کی جنکا پرتگیزی میں ترجمہ مکرم آفونسو بخاری نے کیا اس کے بعد خاکسار نے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں جلسہ سالانہ کی غرض و غائیت اور برکات کا ذکر کیا ان ارشادات کا پرتگیزی میں ترجمہ سسٹر آمنہ نے پیش کیا۔ اسکے بعد مہمان خصوصی عزت مآب جناب Marcio Arruda نے خطاب کیا انہوں نے بتایا کہ ’’مجھے اسلام کے بارہ میں کوئی خاص معلومات نہیں ہیں سوائے امام خمینی کے پیش کردہ اسلام کے جو ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ میں پڑھنے اور سننے کو ملتا ہے۔‘‘

انہوں نے اس بات پرخوشی کا اظہار کیا کہ انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے اس تاریخی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی جو یہاں Petropolis میں منعقد کیا جارہا ہے اور ہمیشہ کے لئے یہ یادگار رہے گا انہوں نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ اس شہر میں اسلام کا پیغام زیادہ سے زیادہ پھیلے نیز انہوں نے کونسل کی طرف سے ہرممکن مدد کی بھی یقین دہانی کروائی (بعد میں انہوں نے واقعۃً بعض امور میں جماعت کی مدد کی) اس موقع پر مکرم محمد یوسف یاون صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل نے انکی خدمت پرتگیزی زبان میں ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم محمد یوسف یاون مبلغ سلسلہ نے تقریر کی جس میں اسلام اور احمدیت کے تعارف کو احسن رنگ میں بیان کیا آخری تقریر صدر مجلس مکرم سید محمود احمد نے کی جس میں آنحضرت ﷺ کے بارہ میں بائیبل کی پیشگوئیوں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا۔ آخر میں سوالات کا بھی موقع دیا گیا چنانچہ مہمانوں کے سوالات کے تسلی بخش جوابات بھی دئے گئے۔ اور پھر دعا کیساتھ یہ یادگار اور تاریخی جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا اور سب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ الحمد للہ۔

تراجم قرآن کریم اور کتب کی نمائش

اس جلسہ سالانہ کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ تراجم قرآن کریم۔ کتب و تصاویر کی ایک دلچسپ نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا چنانچہ لوگوں نے اس میں گہری دلچسپی لی اور اس موقع پر بھی سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا خصوصا تراجم قرآن کریم ہر ایک کے لئے دلچسپی کا باعث رہے بعض عرب مہمان بھی آئے ہوئے تھے انکی خوشی بھی دیدنی تھی بار بار مرحبا مرحبا کہتے رہے۔ اس نمائش کی تیاری میں مکرم محمد یوسف یاون صاحب نے بہت محنت اور دلچسپی سے کام کر کے آرگنائز کیا۔

جلسہ کے بعد لوگوں کے تاثرات

صدر کونسل نے جاتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس جلسہ کو بہت کامیاب قرار دیا انہوں نے بتایا کہ وہ میئر کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں اور اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو جماعت کو مسجد کے لئے جگہ دینے کے لئے بھی کوشش کریں گے۔ گھانا کے ایک دوست بھی ریو دی جانیرو سے تشریف لائے جو احمدی نہیں تھے انہوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اتنا اچھا پروگرام ہے تو اپنی بیگم کو بھی ضرور ساتھ لاتے انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ آئندہ پروگرام میں دوبارہ آئیں گے اور اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لائیں گے (چنانچہ وہ اگلے کئی سال اپنی اہلیہ کیساتھ جلسہ پر آتے رہے) ہماری مخلص پہلی برازیلین خاتون سسٹر آمنہ بھی بیحد خوش دکھائی دے رہی تھیں کہنے لگیں کہ اس قسم کا جلسہ تو ہر مہینہ ہونا چاہیئے۔ ایک عرب دوست عادل سلیم جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی آگئے اور قرآن کریم کی تلاوت والی کیسٹ لیکر آئے کہ جلسہ تلاوت سے شروع ہونا چاہئے خاکسار نے بتایا کہ اس ریکارڈنگ کی ضرورت نہیں جماعت احمدیہ کا ہر جلسہ تلاوت قرآن کریم سے ہی شروع ہوتا ہے اور پھر جب خاکسار نے تلاوت کی تو بہت خوش ہوئے اور مرحبا مرحبا کہتے رہے جلسہ کے اگلے دن دوبارہ آئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے۔

اس جلسہ کی تیاری کے لئے مکرم سید محمود احمد مرحوم مسلسل ریو دی جانیرو سے آکر عمومی نگرانی کے علاوہ مالی اور علمی معاونت بھی کرتے رہے۔ مکرم محمد یوسف یاون بھی دن رات محنت کرتے رہے کی اسی طرح انکی اہلیہ مکرمہ عائشہ یاون اور بچوں نے بھی بہت شوق اور جذبہ سے کام کیا خصوصا ماحول۔ بڑے بڑے دیگچوں۔ برتنوں اور میز کرسیوں وغیرہ کی صفائی کا بہت بڑا کام تھا جو انہوں نے احسن طور پر انجام دیا۔

جماعت احمدیہ برازیل کے اس پہلے تاریخی جلسہ سالانہ کے لئے جن مخلصین نے عطایا جات دئے بغرض ریکارڈ و دعا انکی تفصیل کا بیان بھی ضروری ہے۔ رقم اس وقت کی کرنسی کروزیرو کے مطابق ہے۔

تفصیل عطایا جات

ایک کمپنی PENGUIN نے کرسیاں اور میز بغیر کرایہ کے لئے بھجوائیں۔

مکرم محمد یوسف یاون صاحب مبلغ سلسلہ برازیل	4700.00
بچگان مکرم یوسف یاون صاحب۔ بشیر الدین۔ سعیدہ۔ محمد نعیم الدین۔ مطلع النصر۔ محمد منیب۔ خائولہ احمد	2000.00
مکرم سید عبدالغنی فاضل مرحوم۔ والد محمود صاحب	21250.00
وسیم احمد ظفر	15000.00
عزیزم ندیم احمد طاہر ابن وسیم احمد ظفر	1500.00
مکرم مولوی محمد شریف صاحب مرحوم۔ والد وسیم احمد ظفر	5000.00
مکرم عبدالرشید صاحب۔ برازیلین نوجوان	13000.00
مکرمہ ایلی صاحبہ اہلیہ محمود احمد صاحب	2000.00
مکرمہ عائشہ یاون صاحبہ اہلیہ مکرم یوسف یاون صاحب	2000.00
مکرم سید محمود احمد صاحب	21000.00
مکرمہ روفہ بیگم صاحبہ مرحومہ۔ والدہ محمود صاحب	20000.00
مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ اہلیہ وسیم احمد ظفر	5000.00
عزیزم اعجاز احمد ظفر ابن وسیم احمد ظفر	1500.00
مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ نیو یارک۔ والدہ وسیم احمد ظفر	5000.00
سسٹر آمنہ۔ برازیلین خاتون	1000.00

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے خوشنودی کا اظہار

خاکسار کی اس جلسہ سالانہ کی رپورٹ کے جواب میں پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ مورخہ 11-03-1994 میں پیارے آقا نے جو خط تحریر فرمایا اسکا متن درج ذیل ہے۔

پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ برازیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکی طرف سے جماعت احمدیہ برازیل کے پہلے جلسہ سالانہ کی بہت ہی خوشکن اور کامیاب رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کے علاوہ بعض دوسری رپورٹس اور خطوط بھی ملے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ نے وہاں پہنچ کر بہت عمدہ رنگ میں کام شروع کیا ہے اور جماعت میں ایک جان ڈال دی ہے۔ الحمدللہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

جلسہ سالانہ کی کامیابی پر آپ سبکو مبارک ہو اللہ کرے کہ یہ پہلا جلسہ ہی عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ بن جائے اور برازیل بھی ان خوش نصیب ممالک میں شامل ہو جائے جہاں سے بکثرت کامیابیوں کی خوشخبریاں مل رہی ہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔ اپنے رابطوں کا سلسلہ وسیع کریں اور پرحکمت طریق سے موثر رنگ میں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں اور ویڈیو کیسٹس سے بھی بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ آپکی طرف سے اخبار کا تراشہ بھی مل گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ احمدی ممبرز کی تعداد تو بہت کم تھی چنانچہ لوکل افراد سے روابط کر کے انہیں شرکت کی دعوت دی گئی اپنے رب کے حضور یہ خواہش اور دعا بھی تھی کہ جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ میں بچھتر افراد شامل ہوئے تھے تو برازیل کے اس پہلے جلسہ میں بھی کم از کم اتنے افراد شامل ہو جائیں چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انورؒ کی دعا کی برکت سے شاملین جلسہ کی تعداد غیر متوقع طور پر 80 کے قریب تھی جن میں سے احمدی افراد کی تعداد 15 تھی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برازیل کو ہمیشہ جلسہ سالانہ کی برکات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن سیرالیون

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ روکوپر سرکٹ، سیرالیون

ذیشان محمود (قائمقام ریجنل مشنری روکوپر و استاد احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر) تحریر کرتے ہیں کہ:

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 8 اور 9 اکتوبر 2021ء کو روکوپر سرکٹ میں مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ کے اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ سپورٹس اور علمی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ مختلف لیکچرز اور ڈاکومنٹریز سے بھی استفادہ کیا گیا۔ اجتماع کی مرکزی تھیم ”تعلیم اور عملی میدان“ رکھی گئی تھی۔

اجتماع کے انعقاد سے قبل دعا، صدقہ کے ساتھ ساتھ حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا گیا۔ ریجنل قائد، قائد مجلس اور سرکٹ مشنری کے ساتھ میٹنگز کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے علاوہ سکول میں احمدی خدام اور اطفال کی میٹنگ بھی منعقد کی گئی۔

سوشل میڈیا کے ذریعہ مختلف infographics بنا کر خدام کو وٹس ایپ کے ذریعہ اپ ڈیٹس دی جاتی رہیں۔

پہلا روز سپورٹس ڈے

مورخہ 8 اکتوبر 2021ء سہ پہر 4 بجے احمدیہ سکول روکوپر کی فٹبال گراؤنڈ میں کھیلوں کا آغاز مختصر تقریب سے ہوا۔ تلاوت، عہد کے بعد خدام اطفال کو کھیلوں کی اہمیت اور مذہب سے اس کا تعلق بتایا گیا۔ دعا کے بعد اطفال اور خدام کی علیحدہ علیحدہ دوڑ 100 میٹر، 400 میٹر، تین ٹانگ، اور بوری ریس کروائی گئی۔

فٹبال کے لئے اطفال اور خدام کو چار ٹیمز نور، محمود، ناصر، طاہر میں تقسیم کیا گیا۔ ان ٹیمز کے مابین نمائشی فٹبال میچز ناک آوٹ کی بنیاد پر کروائے گئے جس میں محمود ٹیم فاتح رہی۔

گراؤنڈ سے مسجد تک تمام اطفال اور خدام ترانہ We are, We are Ahmadies بلند آواز سے کورس میں پڑھتے ہوئے مسجد تک آئے۔

دوسرا روز

مورخہ 9 اکتوبر 2021ء کو صبح نو بجے روکوپر کی مرکزی احمدیہ مسجد میں افتتاحی تقریب مکرم موسیٰ محمود صاحب ریجنل صدر و پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت، عہد خدام الاحمدیہ اور نظم کے بعد صدر مجلس نے تعلیم کی اہمیت پر کریو زبان میں خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے زبان پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ اسلام میں تعلیم کی اہمیت اور جماعت احمدیہ کا دنیا بھر میں تعلیمی میدان

بقیہ صفحہ 9 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

مصدق کے پیچھے نماز

خان عجب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت اقدس سے استفسار کیا کہ اگر کسی مقام کے لوگ اجنبی ہوں اور ہمیں علم نہ ہو کہ وہ احمدی جماعت میں ہیں یا نہیں کیا ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی کہ نہیں؟ فرمایا ناواقف امام سے پوچھ لو اگر وہ مصدق ہو تو نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے ورنہ نہیں، اللہ تعالیٰ ایک الگ جماعت بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے منشاء کی کیوں مخالفت کی جاوے جن لوگوں سے وہ جدا کرنا چاہتا ہے بار بار ان میں گھسنا یہی تو اس کے منشاء کے مخالف ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 42 43)

(رضیہ بیگم مڈل ٹاؤن نیو یارک امریکہ)

طلوع وغروب آفتاب

19 نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:14	17:38
مدینہ منورہ	05:19	17:34
قادیان	05:35	17:27
ربوہ	05:15	17:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:57	16:09